عقل و نقل سے فائق ڈاکٹر ذاکر نائیک

قرآن و سنت اور جید علماء کرام کے کلام کی روشنی میں

(حصہ اول)

ترجمہ، جمع وترتیب

طارق علی بروہی

امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

باب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان "اہل کتاب سے دین کی کوئی بات نہ پوچھو":

ہم سے موسی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو جبکہ تمہاری کتاب جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوئی وہ تازہ بھی ہے اور محفوظ بھی اور تمہیں اس نے بتا بھی دیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنا دین بدل ڈالا اور اللہ کی کتاب میں تبدیلی کر دی اور اسے اپنے ہاتھ سے از خود بنا کر لکھا اور کہا کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ دنیا کا تھوڑا سا مال کمالیں ۔ تمہارے پاس (قرآن وحدیث کا) جو علم آیا ہے کیا وہ تمہیں ان سے پوچھنے سے روکتا نہیں؟! اللہ کی قسم! میں تو نہیں دیکھتا کہ اہل کتاب میں سے کوئی تم سے اس کے بارے میں پوچھتا ہو جو تم پر نازل کیا گیا ہو۔

(صحیح بخاری حدیث ۷۳۶۳ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا بیان)

امام ذہبی (رحمۃ اللہ علیہ) م ۷۴۸ھ فرماتے ہیں:

"یہ بات امام دارقطنی سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک علم الکلام (فلسفہ / عقل پرستی) سے زیادہ کوئی چیز قابل نفرت نہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ کسی شخص کو بھی اس علم الکلام (عقلی دلائل میں غلو) اور مناظروں (ڈبیٹ) میں داخل نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اسے سلفی (سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے والا) ہونا چاہیے۔"

(سیر اعلام النبلاء: ۱۶/۴۵۷)

انتباہ

اہم نوٹ

کتاب ھذا ایک آن لائن کتاب ہے جو ویب سائٹ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام کے لئے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کو خصوصی طور پر انٹرنیٹ پر رکھنے کے لئے مرتب کیا گیا تاکہ اس کی باآسانی نشرواشاعت ہو سکے۔ فی الوقت ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے یہ ترجمہ وترتیب اس کی اصل عربی یا انگریزی سے کہیں اور موجود نہیں۔ چونکہ اس کتاب کو مفت آن لائن تقسیم کے لئے جاری کیا جارہا ہے لہذا اس کی ذاتی یا تبلیغی مقاصد کے لئے پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذریعہ سے محض اس کے مندرجات نشر کرنے کی اجازت مرحمت کی جاتی ہے لیکن اسے منافع کمانے کے لئے چھاپنے (پبلش) کرنے کی اجازت نہیں الا یہ کہ اصل پبلیشرز سے پیشگی اجازت طلب کی جائے اور اس کی اجازت دے دی جائے۔

نام کتاب : عقل ونقل سے فائق ڈاکٹر ذاکر نائیک (حصہ اول)

ترجمہ، جمع وترتیب : طارق علی بروہی

صفحات : ۵۹

ناشر : اصلی اہل سنت ڈاٹ کام

فہرست مضامین

پیش لفظ

إن الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔
اما بعد! فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم، وشر الأمور محدثاتها ، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار۔ اما بعد، فاعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفسه، بسم الله الرحمن الرحيم۔

اللہ تعالی ہی تمام حمد وشکر کا مستحق ہے جس نے ہمیں اس ہدایت، توحیدوسنت اور صحیح سلفی منہج کی توفیق دی اور اگر وہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی بھی ہدایت یاب اور فلاح یاب نہیں ہوسکتے تھے:

﴿ **الْحَمْدُ لِلّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَـذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلا أَنْ هَدَانَا اللّهُ** ﴾ (الاعراف: ۴۳)

(اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اور ہم ہرگز اس کو نہ پاسکتے تھے اگر اللہ تعالی ہمیں اس کی ہدایت نہ دیتا)

اسی طرح رسولوں کا بھیجا جانا اور وحی کا نزول بھی اس کی اپنے بندوں کے ساتھ رحمت کے مظاہر اور زندگی میں حقیقی روح کو پروان چڑھانے کے اسباب ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ **لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ** ﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

(بیشک اللہ تعالی نے مومنین پر بڑا احسان کیا کہ انہیں میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے)

اور فرمایا:

﴿ **يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ** ﴾ (غافر: ١٥)

(وہ (اللہ) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح (وحی) نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے)

﴿ **رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزاً حَكِيماً** ﴾ (النساء: ١٦٥)

(ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالی پر نہ رہ جائے۔ اللہ تعالی بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے)

اور فرمایا: ﴿ **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً** ﴾ (الإسراء: ١٥)

(اور ہم ہرگز عذاب نہیں کرتے جبتک (اتمام حجت کے لئے) کسی رسول کو نہ مبعوث فرمالیں)

ان آیات سے مندرجہ ذیل نقاط واضح ہوتے ہیں:

١- اللہ تعالی کا یہ احسان ہے کہ اس نے رسول یا رسولوں کو مبعوث فرمایا۔جو رسولوں اور ان کے کلام کو حجت تسلیم کرنے کے بجائے عقل پرستی، منطق، دنیاوی علوم، فلسفہ، سائنس، تحریف شدہ کتابوں کو بطور حجت پیش کرتا ہے وہ اللہ تعالی کے اس احسان کا احسان فراموش ہے۔

٢- جن رسولوں کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ کتاب و حکمت کی تعلیم کے ذریعے کرے اور جو لوگوں کو ہدایت پر تو لانا چاہتے ہیں اور ان کا تزکیہ نفس کرکے انہیں نیک بھی بنانا چاہتے ہیں مگر کتاب و حکمت (قرآن وحدیث) کے

بجائے عقل پرستی، منطق، دنیاوی علوم، فلسفہ، سائنس، تحریف شدہ کتابوں کو معیار بناتے ہیں تو وہ اپنے اس مقصد میں خواہ کتنا ہی عظیم ونیک نیتی پر مبنی کیوں نہ ہو کامیاب نہیں ہوسکتے۔

۳- مندرجہ بالا باتوں یعنی وحیٔ الہی کتاب وحکمت کی عدم موجودگی میں انسان پہلے گمراہی میں تھے اگرچہ وہ عقل، منطق، ادب وشعر، فصاحت وبلاغت، فلسفے کا علم رکھتے ہوں۔

۴-زندگی میں جان روح کے ہی سبب سے ہے جس بدن سے روح خارج ہوجائے وہ مردہ ہوجاتا ہے اسی طرح انسان کی روحانی زندگی اور استقامتِ دین وحی الہی (قرآن وسنت) کے ہی سبب سے ہے اگر انہیں چھوڑ دیا جائے تو وہ روحانیت یا دین بے فائدہ وبے جان ہے چاہے کتنے ہی عقلی دلائل، منطق، دنیاوی علوم، فلسفہ، سائنس، تحریف شدہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

۵- رسولوں کا مشن دعوت یعنی انذار وتبشیر کا مقصد مندرجہ بالا مقاصد جیسے تزکیہ، کتاب وحکمت (سنت) کی تعلیم، انسان کو اس کے رب ومعبود حقیقی سے اور انسان کی اپنی اصلیت سے روشناس کرانا وغیرہ ہیں اور ان سے روگردانی کرنے کی صورت میں مخالفین رسول پر اتمام حجت کرنا ہے۔ لہذا حجت اگر کسی چیز سے ثابت ہوسکتی ہے تو وہ اللہ تعالی کی وحی یعنی کتاب وحکمت ہے ناکہ انسان کی عقل، منطق، فلسفہ اور فصاحت وبلاغت، دنیاوی علوم، سائنس، تحریف شدہ کتابوں سے۔

لیکن بعض نادان لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ انسان کی عقل، منطق، فلسفہ اور فصاحت وبلاغت، دنیاوی علوم، سائنس ہی صحیح وغلط، حق وباطل میں فرق کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور بعض زبردستی فاسد تاویلات کرکے اور دلائل کو توڑ مروڑ کر وحیٔ الہی کو اپنی محدود عقل کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں نتیجتاً خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کی بھی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔

بعض لاجک (عقل) کو اتمام حجت کا ذریعہ سمجھتے اور اس کے ذریعہ کافروں وغیر مسلموں پر اتمام حجت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اوپر بیان ہوا کہ حجت کس چیز سے تمام ہوتی ہے معنی یہ ہوا کہ ان کی تمام ترسعی لاحصل اور وقت کا ضیاع ہے۔

دلیل صرف وحی الٰہی ہے، اگر کوئی بات اس کے خلاف ہو یا محض عقل کی بنیاد پر ہو تو وہ حجت نہیں، اور اگر وحی الٰہی تو ہو مگر اس میں تحریف کردی گئی ہو تو وہ بھی دلیل وحجت نہیں جیسے سابقہ آسمانی کتابیں۔ اور جس جماعت یا شخص میں یہ دونوں گمراہیاں جمع ہوجائیں تو ان کی فتنہ انگیزی کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔

وحی کی طرح عقل بھی اللہ تعالی کی ایک نعمت عظیمہ ہے مگر اس وقت جب وحی الٰہی کے تابع ہو اور اسی کو عقل سلیم کہا جاتا ہے اور جو عقل خودسر وسرکش ہو اور وحی الٰہی کی نہیں بلکہ اپنی ہوائے نفس کی تابع ہو تو وہ انسان کے لئے باعث وبال ہے۔ ایسوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيراً مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا أُوْلَـئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴾ (الاعراف: ١٧٩)

(اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں، جن کے دل ایسے ہیں جن سے یہ سمجھتے نہیں اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے یہ دیکھتے نہیں اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے یہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں)

ایسی عقل رکھنے والے جہنم میں یہ پکار رہے ہوں گے:

﴿ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴾ (الملک: ١٠)

(اور وہ (جہنمی) کہیں گے اگر ہم سنتے اور عقل رکھتے ہوتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے)

اس کتاب کا مقصد ایسی ہی گمراہیوں سے لوگوں کو خبردار کرنا ہے اور ایسے افراد اور جماعتوں کا (اس دعا کے ساتھ کے اللہ تعالی انہیں ہدایت دے) پردہ چاک کرکے ان پر حجت تمام کرنا ہے۔

اس قسم کے نظریات وعقائد کے علمبردار ماضی میں بہت سے اسلامی فرقے تھے اور اب تک موجود ہیں جیسے ماضی وحال کے معتزلہ، فلاسفہ، عقلانی، اہل کلام ومنطق اور ماڈرن وجدید طرز پر آئی-آر-ایف اور ان کے سربراہان جیسے ڈاکٹر ذاکر نائیک ہیں۔ اور یہ کتاب خصوصاً انہیں کے رد پر لکھی گئی ہے کیونکہ جس گمراہ شخص یا جماعت کو جتنا زیادہ مقبول عام حاصل ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے خطرات میں اضافہ ہوگا اور عوام کو اس سے آگاہ کرنا اور ان کا علمی رد ومحاسبہ کرنا اتنا ہی ضروری ہوگا۔ اورکتاب ھذا اسی سلسلے کی ایک کاوش ہے۔ مکمل اور جامع دلائل وبراہین کے لئے دیکھئے امام ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی بہترین کتابیں جیسے "الرد علی المنطقیین" اور"درء تعارض العقل والنقل" وغیرہ۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس عمل کو خالصتاً اپنی رضا اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے بنادے۔ اور جو لوگ اس فتنے میں مبتلا ہیں ان کے لئے ذریعۂ ہدایت بنا دے اور اگر ان کے نصیب میں ہدایت نہیں تو مسلمانوں کو ان کے شر وفتنہ سے محفوظ فرماکر قرآن وسنت کی روشن شارع پر گامزن فرمادے۔ آمین یارب العالمین۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم والحمدلله رب العالمين.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک ناقابل تردید حوالہ جات پر مبنی دستاویز ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ان کی تنظیم آئی۔آر۔ایف کے بہت سے افراد اہل الکلام، فلاسفہ اور عقلانیوں (عقل پرستوں) کے منہج کی پیروی کرتے ہوئے قرآن وسنت اور منہج سلف صالحین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہیں اور ہورہے ہیں۔ جو اپنی عقل و منطق کو نصوص ونقلی دلائل (قرآن وسنت) پر ترجیح دیتے ہیں اور نتیجتاً نہ صرف قرآن وسنت کے بلکہ کبھی کبھار خود اپنی ہی بیانات کے خلاف بات کرجاتے ہیں جس کا ایک ہی سبب ہے کہ ان کے نظریات، عقائد و منہج کا اصل مآخذ ایک محدود وغلطی کا محتمل ذریعہ یعنی "عقل" ہے، کیونکہ اگر یہ غلطی سے پاک ذریعہ یعنی "وحی الہی" جو قرآن وسنت کی شکل میں محفوظ ہے کی طرف سے ہوتا تو اللہ تعالی کے عظیم دعوی کے بموجب:

﴿ **أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفاً كَثِيراً** ﴾ (النساء: ۸۲)

(کیا یہ لوگ قرآن پر غوروفکر نہیں کرتے؟ اگر یہ غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ ضرور اس میں بہت اختلاف (تضاد) پاتے)

عقل کا دین میں مقام اور عقل و منطق کو وحی الہی پر ترجیح دینے کے مفاسد کا بیان

عقلانی (عقلی دلائل میں غلو کرنے والے منطق پرست) یا جدید معتزلہ

عقلانی یا اہل الکلام ایک ایسا فرقہ ہے جو دین کے معاملے میں اپنی عقل و منطق کا پیروکار ہے اور عقل کو نقل (وحی) پر حاکم و فیصل بنانے کی وجہ سے بہت سی احادیث صحیحہ ہی نہیں بلکہ قرآن کریم تک کی تاویل کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

یہ جاننا بھی ازحد ضروری ہے کہ یہ اسلام میں کوئی نووارد فرقہ نہیں بلکہ یہ تو زمانۂ قدیم سے اسلام مخالف افکار کے ساتھ وجود پذیر ہے جسے پہلے معتزلہ / اہل الکلام / اہل منطق / فلاسفہ وغیرہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ ماضی قریب میں اسے پروان بخشنے والے جمال الدین افغانی اور ان سے شدید متاأثر ان کے شاگرد محمد عبدہ ہیں، پھر انہیں کے نقش قدم پر چلنے والے کچھ جدت پسند وانقلابی لیڈر جیسے سرسید احمد خان، علامہ اقبال، ڈاکٹر حسن ترابی، رشید رضا، مولانا مودودی، حسن البنا، سید قطب، امین اصلاحی، ڈاکٹر اسرار احمد، جاوید احمد غامدی ، یوسف قرضاوی، الغزالی، عبدالمجید زندانی اور ڈاکٹر ذاکر نائیک وغیرہ اس کے ذمہ دار ہیں اوردیگر جماعت اسلامی، اخوان المسلمین اور عقلانی منہج پر چلنے والے لوگ۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اشاعرہ وماتریدیہ (جیسے دیوبندی وبریلوی) بھی اسی علم الکلام (منطق) کو توحید کے دلائل کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالی کے اسماء وصفات کی تأویل کی جا سکے۔

عقل ایک محدود شئی ہے

شیخ محمد ناصرالدین البانی (رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: آپ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ عقل مطلقاً ایک ممدوح (قابل تعریف) چیز ہے اور عقل مذموم (قابل مذمت عقل) نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس کی دلیل کے طور پر وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں کہا گیا ہو کہ عقل بھی مذموم ہوسکتی ہے بلکہ اس کے برعکس یہ موجود ہے کہ:

﴿ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ ﴾ (البقرہ: ۱۷۱)

(یہ لوگ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں پس یہ لوگ نہیں سمجھتے)

جس کا مطلب یہ ہوا یہ جو "لایعقل" (جو سوچتے نہیں) فی الحقیقت عقل ہی نہیں رکھتے اسی لئے ثابت یہ ہوا کہ عقل کسی طور پر مذموم نہیں۔ پس اس سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہمیں قرآن، سنت اور عقل کی طرف

رجوع کرنا چاہیے چنانچہ ان کے نزدیک یہ قرآن، سنت وعقل کی طرف رجوع نہ صرف برابر ہے بلکہ کبھی تو وہ اس کو ایک دوسری ترتیب دیتے ہیں یعنی پہلے عقل پھر قرآن وسنت، لہذا شیخ آپ کے اس بارے میں کیا رائے ہے؟

الشیخ: یہ تو محض الفاظ کے ساتھ کھیلنا ہے کیونکہ قرآن وسنت کے بارے میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس کا اصل مصدر کیا ہے، جبکہ جہاں تک عقل کا تعلق ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کہاں ہوتی ہے؟

سائل: جسم اِنسانی میں ...

الشیخ: کیا یہ عقل ایک ہی انسانی جسم میں محصور ہوتی ہے؟

سائل: ظاہر بات ہے نہیں ...

الشیخ: اور قرآن وسنت کے بارے میں کیا خیال ہے؟

سائل: وہ تو محصور ہے ...

الشیخ: آپ نے کہا کہ عقل غیر محصور ہے تو ہم کس طرح ایک ایسی چیز کی جانب رجوع کریں جو کہ غیر محصور ہے! اسی وجہ سے میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ یہ لوگ محض الفاظ کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ یہی حزبیت (جماعت پرستی) اور قرآن وسنت کا علم نہ حاصل کرنے کا نقصان ہے[۱]۔

عقل کی اقسام

شیخ محمد ناصرالدین البانی (رحمۃ اللہ علیہ)

﴿ **وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ** ﴾ (الملک: ۱۰)

(اور وہ (جہنمی) کہیں گے اگر ہم سنتے اور عقل رکھتے ہوتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے **)**

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ عقل دو قسم کی ہوتی ہے:

۱- عقل حقیقی

---

[۱] "سلسلة الهدى والنور"، كيسٹ: (۷۲۸).

۲- عقل مجازی

عقل حقیقی:
یہ ایک مسلمان کی عقل ہے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے۔
عقل مجازی:
یہ کفار کی عقل ہے کیونکہ انہی سے متعلق اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا جیساکہ پہلے بھی بیان ہوا:
﴿ **وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ** ﴾ (الملک: ۱۰)
(اور وہ (جہنمی) کہیں گے اگر ہم سنتے اور عقل رکھتے ہوتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے)
اور اللہ تعالی نے کفار سے متعلق ایک عام قاعدہ بھی بیان کیا کہ:
﴿ **وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيراً مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا أُوْلَـئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ** ﴾ (الاعراف: ۱۷۹)
(اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں، جن کے دل ایسے ہیں جن سے یہ سمجھتے نہیں اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے یہ دیکھتے نہیں اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے یہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں)

آپ نے ملاحظہ کیا ان کے دل ہیں مگر وہ اس سے سوچتے نہیں اسی لئے حق بات کو ان کے دل نہیں پہنچ پاتے۔ اگر ہم اس حقیقت کو سمجھ جائیں اور میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کسی دوفریق کو اختلاف ہو کیونکہ یہ بالکل واضح اور واشگاف انداز میں قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

مجھے مندرجہ بالا حقیقت کے نتیجے میں ظاہر ہونے والی ایک اور حقیقت کے انکشاف کا یہاں موقع دیں ...
اگر کافر کی عقل حقیقی عقل نہیں تو پھر مسلمان کی عقل بھی مزید دو اقسام میں تقسیم ہوتی ہے:
۱- ایک عالم کی عقل

۲- ایک جاہل کی عقل

ایک جاہل مسلمان کی عقل ایک مسلمان عالم کی عقل کے ہرگز برابر نہیں ان میں کوئی برابری نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴾ (العنکبوت: ۴۳)

(ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان فرمارہے ہیں انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں**)**

اور اسی سبب سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلاَّ رِجَالاً نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ ﴾ (النحل: ۴۳)

(اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے بھی ہم مردوں ہی کو بھیجتے رہے، جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو**)**

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلاَّ رِجَالاً نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ ﴾ (الانبیاء: ۷)

(تجھ سے پہلے بھی ہم نے جتنے پیغمبر بھیجے سبھی مرد تھے جن کی طرف ہم وحی اتارتے تھے پس تم اہل علم سے پوچھ لو اگر خود تمہیں علم نہ ہو**)**

اسی لئے کسی سچے مسلمان کے لئے جو واقعی اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنی عقل کو نقل (وحی) کے اوپر فیصل وحاکم بنائے بلکہ اس پر یہ واجب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے احکام کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کرے۔ یہاں ایک نقطہ ہے جو یہ ثابت کرتا ہے کہ **حزب التحریر** ایمان کی تعریف میں کس طرح معتزلہ سے متأثر ہے، جوکہ ان کی کتابوں جیسے ان کے لیڈر تقی الدین نبھانی کی کتاب میں تحریر ہے، جن سے میں ایک سے زیادہ بار مل چکا ہوں اور میں انہیں بھی اور حزب التحریر کے منہج کو بھی بہترین ممکنہ معلومات کے اعتبار سے جانتا ہوں۔ لہذا میں مکمل علم وبصیرت سے کچھ بیان کروں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ انھوں نے عقل کو اس کے حقیقی مقام سے بڑھ کر مقام دیا، یہ کہنے سے میری مراد عقل کی اہمیت کا انکار

نہیں جیساکہ ہم پہلے ہی یہ بیان کر چکے ہیں۔ مگر عقل کا یہ مقام نہیں کہ وہ قرآن وسنت پر حاکم و فیصل بنے بلکہ اس کا یہ مقام ہے کہ وہ قرآن وسنت کے آگے مکمل تابعدار بنے۔ قدیم معتزلہ اس نقطے پر گمراہ ہوئے جس کی بنا پر انہوں نے بہت سے شرعی حقائق کا انکار کیا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی عقل کو قرآن وسنت کے نصوص پر حاکم بنایا، نتیجتاً انہوں نے ان کی تأویلیں، تحریفیں اور ردوبدل کیا یا پھر علماء کرام کی اصطلاح کے مطابق: "انہوں نے شریعت کو معطل کر چھوڑا"۔

حاکم اللہ اور اسکا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے نہ کہ انسانوں کی عقل کیونکہ جیساکہ ہم نے کہا ایک مسلم اور کافر کی عقل کے مابین ایک عظیم تفاوت ہے بلکہ خود ایک مسلمان عالم وجاہل کی عقل میں تفاوت ہے۔ چناچہ ایک مسلمان عالم کا فہم ایک جاہل مسلمان کے فہم کے برابر نہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ ... **وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ** ﴾ (العنكبوت: ٤٣)

(... انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء کون ہیں؟ کیا یہ جو کافر (دنیاوی) علم رکھنے والے ہیں یہ علماء ہیں، ہرگز نہیں کیونکہ یہ تو کسی گنتی ہی میں نہیں آتے جیساکہ پہلے بیان ہواکہ یہ عقلاء (عقل مند وفہیم) نہیں، بلکہ یہ ذہین یا ہوشیار (ہنرمند) ہوسکتے ہیں جیساکہ انہوں نے بہت سی چیزیں اس دنیا میں ایجاد کیں۔ مسلمان عالم وجاہل کی عقل برابر نہ ہونے پر مجھے ایک اور اضافہ کرنا پڑے گا کہ ایک مسلمان عالم باعمل اور ایک عالم بے عمل بھی برابر نہیں ہوسکتے۔ معتزلہ بہت سے شرعی اصولوں میں قرآن وسنت اور منہج سلف سے بھٹک گئے۔ یہ وہ پہلا نقطہ ہے حزب التحریر سے متعلق کے وہ عقل پر اس کی اصل حیثیت سے بڑھ کر اعتماد کرتے ہیں[۲]۔

---

[۲] "سلسلة الهدى والنور": (٧٤٠).

شیخ بدیع الدین شاہ الراشدی السندی (رحمۃ اللہ علیہ)

اہل حدیث کے خلاف سب سے پہلے اہل الرائے نے سر اٹھایا جن کا کہنا یہ تھا کہ ہماری عقلیات اور ہمارے افہام وخیالات کو بھی دین کے معاملے میں دخل ہے۔ اس وقت تک مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ دین جو ہے اس میں کسی رائے کو دخل نہیں، دین آسمان سے اترتا ہے اور (اور وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ):

﴿ **وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ** ... ﴾ (محمد: ٢)

(اور جو ایمان لائے جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوا ...)

یہ ہے شرعی قانون اور وہ لوگ اسی کو شریعت سمجھتے تھے:

﴿ **ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ** ﴾ (الجاثية: ١٨)

(پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا، سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں)

اس کے علاوہ باقی چیزوں کو اللہ تعالی نے ہوا (خواہش نفسانی) کہا ہے:

﴿ **وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ** ﴾ (القصص: ٥٠)

(اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے)

تو معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلے میں ہوا (خواہش نفس) ہے۔

اہل رائے نے جب سر اٹھایا تو انہوں نے یہی کہا کہ عقل کو (بھی دین میں) دخل ہے کیونکہ عقل اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے۔ اللہ تعالی کی ایک نعمت کو ہم کیوں چھوڑیں جیسے اللہ تعالی نے آنکھ دی ہے مگر آنکھ کہ ہوتے ہوئے کوئی نہیں دیکھتا ہے اس طرح یہ لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔ اللہ تعالی نے ناک دی ہے سونگھنے کے لئے اگر اس سے نہیں سونگھتا تو بیکار ہے اسی طرح ہاتھ اور ہر عضو اللہ تعالی نے کسی عمل کے لئے دیا ہے اگر وہ اس سے وہ عمل نہیں کرتا تو بیکار ہے۔ تو عقل بھی ایک نعمت ہے اگر اس کو ہم استعمال نہیں کرتے تو یہ نعمت کی ناشکری ہے چنانچہ یہ ساری نعمتیں ہیں لہذا اس کو استعمال کرنا چاہیے۔

ہمارے نزدیک اس بات کے لئے یہ جواب ہے، یہ اصولی باتیں سمجھ لیں باقی آگے (عقیدے کا) سارا معاملہ آسان ہے۔ عقل بیشک اللہ تعالی کی طرف سے ایک دین ہے، کتاب بھی اللہ تعالی کی دین ہے:

﴿ **لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ** ﴾ (الحدید: ۲۵)

(یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں)

ہم نے کتاب کو اور میزان کو دونوں کو نازل کیا، میزان تو عقل ہے کیونکہ اس سے انسان تولتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ اس بات کو ذرا تول کر دیکھو اب وہاں ترازو تو نہیں ہوتا ہے معنی ہوتا ہے عقل کے میزان میں سمجھو۔ ہم نے دو چیزیں بھیجیں اس لئے تاکہ لوگ عدل وانصاف سے قائم رہیں تو ہمارا قیام بالقسط جو ہے دو چیزوں پر موقوف ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور قاعدہ بھی ہمیں سمجھا دیا کہ:

﴿ **وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفًا كَثِيراً** ﴾ (النساء: ۸۲)

(اگر یہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے)

جو اللہ تعالی کی طرف سے دی ہوئی چیز ہوتی ہے ان میں اختلاف نہیں ہوتا ہے ان میں ٹکراؤ نہیں ہوتا ہے۔ تو اب عقل اور کتاب یہ دونوں اللہ تعالی کی طرف سے ہے اس قاعدے کے مطابق ان میں ٹکراؤ نہیں ہونا چاہیے یہ سب سے پہلا مسئلہ ہے۔

انہوں نے عقل کو مستقل مان لیا اور عقل اور ہوا کے درمیان انہوں نے فرق نہیں کیا:

﴿ **وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ○ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا** ﴾ (الشمس: ۷-۸)

(قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی۔ پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی)

دونوں باتیں آتی ہیں چناچہ عقل وہوا میں فرق کو انہوں نے ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ اس بنا پر ان لوگوں نے عقل کو آگے ومقدم رکھا۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں چیزیں اللہ تعالی کی طرف سے ہیں ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوسکتا

ہے۔ جہاں اختلاف واقع ہوتا ہے وہ عقل نہیں۔ وہ ہوا ہے، یہ ہے میزان کہ اگر کتاب کے خلاف عقل ہے تو اسے عقل نہیں کہا جائے گا وہ ہوا ہے۔ اب اس کی مثال میں ایک قاعدہ آپ کو سمجھا دوں۔

دنیا میں دو چیزیں ہیں ایک مرئی اور ایک غیر مرئی، مرئی چیز تو ظاہر ہے جبکہ غیر مرئی جو ہے وہ ایسے ہی معقول ہوتی ہے باقی مرئی نہیں ہوتی۔ لہذا غیر مرئی چیز کو مرئی سے پہچانا جاتا ہے، یہ ہے قاعدہ۔ یہ قاعدہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ غیر مرئی چیز مرئی چیز سے پہچانی جاتی ہے اس کی مثال جیسے روح ہے۔ روح کو ہم سب مانتے ہیں لیکن وہ مرئی چیز نہیں ہے مگر انسان مرتا اور زندہ ہوتا ہے اب کون جانتا ہے کہ روح جسم کے اندر داخل ہوتی ہے۔ مثلاً ماں کے پیٹ میں بچہ ہے، ماں کہتی ہے بچے میں جان پڑ گئی ہے یہ کیسے پتہ لگا ماں کو کہاں سے جان داخل ہوئی؟ ماں کے جسم میں بچے کی روح کہاں سے داخل ہوئی؟ پہلا مسئلہ یہ ہے۔ جب آدمی مرتا ہے تو کہتے ہیں روح نکل گئی، کہاں سے روح نکلی؟ کس نے دیکھا؟ سوال تو یہ ہے نا۔

ہمارا یہاں ایک قصہ ہے جو مشہور لطیفہ ہے جو یاد آگیا مجھے۔ ہمارے قریب تقریباً پانچ سات میل پر ایک آدمی رہتا تھا جو بکری چراتا تھا۔ چناچہ بکری اس کی مرنے لگی تو بھاگا گھر سے چھری لینے کے لئے اس نے سوچا کہ جب تک پہنچوں گا یہ مرجائے گی، روح تو نکل جائے گی اس لئے اس نے جتنے بھی اس کے سوراخ تھے وہ بند کردیئے مٹی کے ساتھ تاکہ روح نکل نہ سکے، وہ گئے وہاں پہنچے چھری لینے لوگوں نے کہا گھر تو بہت دور ہے اس کی جان تو نکل جائے گی اس نے جواب دیا نہیں میں سب بند کرکے آیا ہوں جان نکلے گی نہیں۔ وہاں آئے تو وہ ختم ہوچکی تھی۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ تمام سوراخ تو بند تھے روح نکلی کہاں سے؟ تو یہاں ہم مرئی چیزوں سے روح کا فیصلہ کرتے ہیں۔ مثلاً جب ماں کے پیٹ میں بچہ حرکت کرتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ اس میں جان آگئی ہے۔ حرکت ایک مرئی چیز ہے مرئی چیز سے ہم نے غیر مرئی روح کو پہچانا، جب آدمی مرتا ہے اس کی حرکت قلب بند ہوجاتی ہے فضلے بند ہوجاتے ہیں، ساری طاقتیں ختم ہوجاتی ہیں یہ ہے دلیل اس بات کی مثلاً نبض بند ہوگئی اور ساتھ ہی دل بند ہوگیا یہ ہے مرئی چیز ظاہری۔

اب مرئی چیزوں سے ہم نے راہ حاصل کی دلیل حاصل کی غیرمرئی پر کہ روح نکل گئی۔ اور روح آگئی یعنی اس کے اندر حرکت آگئی تو روح آگئی تو مرئی چیز سے غیر مرئی چیز کا علم ہوتا ہے۔ تو کتاب ایک مرئی چیز ہے عقل غیرمرئی چیز ہے لہذا عقل وہوا کی تمیز وہ مرئی چیز کے ساتھ ہوگی یعنی کتاب کے ساتھ تمیز کی جائے گی۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالی کا یہ دعوی غلط ہے کہ میرے پاس سے آئی ہوئیں دو چیزیں غلط نہیں ہوسکتی اور ان دونوں میں اختلاف نہیں ہوسکتا، جہاں اختلاف واقع ہو وہاں سمجھو کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے نہیں ہے یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ تو ہم عقل کو مانتے ہیں لیکن اس انداز میں کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے دی ہوئی ہے اس میں اورکتاب میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ جہاں اختلاف واقع ہو وہاں شیطان کا دخل ہوتا ہے۔

انہوں نے عقل کو سامنے رکھا پھر اس عقل کے بارے میں انہوں نے کئی موضوع ومن گھڑت روایات بیان کیں۔ حالانکہ جتنی بھی روایتیں ہیں سب موضوع روایتیں ہیں کوئی ایک روایت بھی صحیح نہیں اس کے بارے میں ...

(شرح کتاب التوحید صحیح بخاری، کیسٹ - ۱)

المعتزلہ

یہ گروہ دوسری صدی ہجری میں ظہور پذیر ہوا۔ اس کا بانی واصل بن عطاء تھا جس نے امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) کے حلقۂ علمی سے یہ دعوی کرتے ہوئے اعتزال یعنی علیحدگی اختیار کی کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق مسلمان دنیا میں منزل بین المنزلتین (کفر وایمان کے درمیان کی منزل) پر ہوتا ہے اور آخرت میں ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے بعد اس کے نظریات کی پیروی عمرو بن عبید نے کی۔

ان کا قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا عقیدہ ہے اور مسلمان حکمرانوں کے خلاف خروج کو جائز گردانتے ہیں۔ اللہ تعالی کی صفات سے متعلق یہ جہمیہ کے ساتھ ہیں: تعطیل (صفات کا انکار) ان کے نزدیک توحید ہے! البتہ یہ اللہ تعالی کے اسماء کو (بلامعنی) تسلیم کرتے ہیں اس ڈر سے کہیں وہ اللہ تعالی کی تجسیم (جسم ثابت کرنے) میں مبتلا

نہ ہوجائیں۔ قضاء وقدر (تقدیر) سے متعلق ان کا عقیدہ قدریہ (انسان کسی تقدیر کا پابند نہیں اور وہ مطلقاً آزاد ہے) کا ہے۔ کبیرہ گناہ کے مرتکب سے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور وہ ایمان سے نکل گیا مگر نہ وہ کافر ہے نہ مومن۔ ان آخر دو نظریات میں یہ جہمیہ کے خلاف ہیں کیونکہ جہمیہ جبریہ (انسان مجبور محض ہے) اور مرجیئہ (ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا اور عمل ایمان میں داخل نہیں) ہیں۔

مندرجہ ذیل ان کے کچھ بنیادی اصول ہیں جن سے ہمارے بہت سے اہل سنت ساتھی ناآشنا ہیں اسی وجہ سے وہ بعض لوگوں کے حسن بیان اور سحرانگیز خطابت سے مغالطے کا شکار ہوجاتے ہیں جبکہ وہ تو عین معتزلہ کہ عقائد پر ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ کس طرح ان کا رد کرتے ہیں جیسے ڈاکٹر ذاکر نائیک کا جبکہ وہ تو ایک عظیم کارنامہ سرانجام دے رہا ہے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دے کر، اور تو اور وہ توحید بھی بیان کرتا ہے جیسے وجود باری تعالی کا ثبوت منطقی وعقلی دلائل کے ذریعہ۔

لوگوں کا یہ خیال ہے کہ معتزلہ، اہل الکلام اور دیگر گمراہ فرقے جن کی جانب ہم ڈاکٹر ذاکر کا منہج منسوب کررہے ہیں توحید کی طرف دعوت نہیں دیتے تھے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ توحید تو ان کے بنیادی اور اولین اصولوں میں سے تھا۔ ان کے نزدیک اللہ تعالی کی صفات کا انکار یا تأویل کرنا اس کی توحید یا وجود کو ثابت کرنے کے لئے ضروری تھا۔ یہ وہ نقطۂ آغاز تھا جو انہیں دوسرے گمراہ کن عقائد کی طرف لے گیا جیسے عقیدۂ خلق قرآن، مومنین جنت میں اللہ تعالی کا دیدار نہیں کریں گے، تقدیر کا انکار جسے انہوں نے عدل کا نام دیا ہوا تھا، انسان اپنے عمل کا خود خالق ہے ناکہ اللہ سبحانہ وتعالی بلکہ بعض تو یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی اس بات پر قادر ہی نہیں کہ وہ مخلوق کے عمل کا خالق ہو، یہ بھی ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی اس بات پر قادر ہی نہیں کہ وہ ظلم کرے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالی پر یہ واجب کیا ہوا ہے کہ وہ صرف وہی کام کرے جو انسانیت کے لئے فائدہ مند ہو[۳]۔ اور ان کے عقائد میں

[۳] ذاکر صاحب بھی اسی قسم کی بات فرماتے ہیں کہ: "خدا ظلم نہیں کرسکتا ... جس لمحہ وہ ظلم کرے گا تو وہ خدا کہلانے کا مستحق نہیں رہے گا ... خدا ظالم وستم گر نہیں ہوسکتا ... آپ ہزار چیزیں گن سکتے ہیں جو خدا نہیں کرسکتا" (تقریر: کیا قرآن خدا کا کلام ہے). [مترجم]

سے یہ بھی ہے کہ انسان شرعی احکام سے آزاد ازخود اس بات کا فیصلہ وتمیز کر سکتا ہے کہ کیا چیز فائدہ مند وحلال ہے اور کیا چیز نقصان دہ وحرام ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ بروز قیامت جوابدہ ہو گا[۴]۔

ان کے یہ پانچ بنیادی اصول ہیں:

۱-العدل: (عدل کا یہ تقاضہ ہے کہ اللہ حکیم وخبیر صرف وہی کام کرے جو اس کے بندوں کے لئے مفید ہو)

۲-الوعد الوعید: (اللہ تعالی اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنے وعدے کو اور گنہگاروں کے حق میں اپنی وعید کو پورا کرے)

۳-المنزلہ بین المنزلتین: (ایمان وکفر کے درمیان کی حالات)

۴-امر بالمعروف والنہی عن المنکر: (مسلم حکمرانوں کے خلاف خروج وبغاوت کرنا اگر ان سے کوئی شرعی مخالفت سرزد ہو)

۵-توحید: (اللہ تعالی کی صفات کا انکار یا تأویل)

لہذا یہ کوئی اچھنبے کی بات یا نئی چیز نہیں کہ کوئی غیر مسلموں کو توحید کی دعوت دے رہا ہے جبکہ وہ فرقوں جیسے معتزلہ یا عقلانیوں کے منہج پر گامزن ہے جو کہ انبیاء (علیہم السلام) اور ان کی بطریق احسن پیروی کرنے والوں کا منہج نہیں۔ چناچہ اس کے یہ کارنامے اسکا رد ہونے سے اسے نہیں بچا سکتے۔

دین میں عقل کو دخل دینے کے بارے میں سلف کے اقوال

علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

"اگر دین میں عقل ورائے کا کوئی دخل ہوتا تو جرابوں یا موزوں کو اوپر سے مسح کرنے کے بنسبت نچلے حصے کو مسح کرنا ذیادہ قرین قیاس تھا(کیونکہ میل وغیرہ کی توقع تو نچلے حصے میں ذیادہ ہے اوپر کے بنسبت)، لیکن میں نے

---

[۴] ذاکر صاحب تمام دینی احکام لاجک (منطق) سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں گویا کہ یہ کسی چیز کو حلال وحرام ثابت کرنے کا میزان ہو۔ [مترجم]

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موزوں کے اوپری حصے کا مسح فرماتے تھے۔"

یہی بات بعض دوسرے اسانید سے بھی مروی ہے، ایک روایت میں الفاظ کچھ اس طرح ہیں: "میں علی (رضی اللہ عنہ) ہمیشہ پیروں کو مسح کرنے کے لئے نچلے حصے کو ترجیح دیتا تھا یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خود اوپری حصے کا مسح فرماتے دیکھا۔"
راوی امام وکیع (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: یہاں پیروں سے مراد موزے یا جرابیں ہیں[۵]۔

معاذہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: ایک عورت نے ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے دریافت کیا: "کیا وجہ ہے کہ عورت ایام حیض میں چھوڑی ہوئی نماز تو قضاء نہیں کرتی مگر روزے قضاء کرتی ہے؟" آپ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: "کیا تو حروریہ[۶] ہے؟" اس عورت نے کہا: "میں حروریہ تو نہیں البتہ میں صرف وجہ جاننا چاہتی تھی[۷]۔" آپ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: "ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دور میں ان ایام سے دوچار ہوتیں تو ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا اور نمازوں کا نہیں[۸]۔"
یہ بھی اہل بدعت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ ہر چیز کی حکمت اور وجوہات کی کھوج میں پڑے رہتے ہیں اور اسے محض بطور حکم الہی تسلیم کرنے سے گریزاں رہتے ہیں۔ اور اگر ان کی عقل وفہم میں کوئی بات نہ آئے تو اس کی یا تو تأویل کرتے ہیں یا پھر انکار۔ یہاں آپ ام المومنین کے انتہائی سادہ اور ایمان افروز جواب پر غور کریں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا اسی لئے ہم کرتے ہیں، بس۔ کوئی اس کی پیچیدہ وخودساختہ منطق

---

[۵] ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب: موزوں کے اوپر مسح کی کیفیت، حدیث (۱٦۲-۱٦٤).

[٦] حروریہ ایک جگہ حرور کی جانب منسوب ہے جو خوارج کا مرکز تھا اور وہ دین میں شدت پسندی کے باعث مشہور تھے اسی لئے ام المومنین نے یہ دریافت کیا۔ [مترجم]

[۷] یہ پھر دوسرے لفظوں میں "اس میں کیا حکمت ہے" جو آجکل بعض لوگوں کا وطیرہ بن چکا ہے کہ ہر شرعی حکم کی حکمت معلوم کرنے کی دھن ان پر سوار رہتی اور پھر جب ان کی عقل میں نہیں آتی تو احادیث کا انکار وتأویل تک کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ [مترجم]

[۸] صحیح مسلم، باب: حائضہ عورت پر روزوں کی قضاء واجب ہے لیکن نماز کی نہیں، حدیث (٦٦۰-٦٦۲).

یا سائنسی نظریات وغیرہ بیان نہیں کئے۔ اور یہی ہر مومن کا شیوا ہونا چاہیے۔ سب سے عظیم حکمت کسی حکم کے پیچھے یہی ہے کہ یہ رب العالمین اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم ہے۔

جناب ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے ایک شخص سے فرمایا: "اے میرے بھتیجے! جب میں تم سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کوئی حدیث بیان کروں تو اس کے آگے مثالیں یا منطق نہ بیان کیا کرو[۹]۔"

علم الکلام (فلاسفہ ومنطق)

تعریف

ابن خلدون (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ: "عقلی ومنطقی دلائل کے ذریعہ عقائد ثابت کرنا[۱۰]۔"

کیا یہ "آئی۔ آر۔ ایف" کا منہج نہیں، آپ ان کی ویب سائٹ ملاحظہ کرسکتے ہیں، خدا کا منطقی نظریہ، جدید سائنس، تھیوری آف پروبیبلٹی (نظریہ احتمالات) کے ذریعہ عقائد ثابت کئے گئے اور خدا کا وجود ثابت کیا گیا ہے۔

اہل الکلام

یہ وہ لوگ ہیں جو فلسفیانہ مباحث، عقلی جدال اور منطق کو عقیدہ ثابت کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں عقیدے کے اثبات کے لئے قرآن وسنت میں وارد شدہ حق اور دلائل سے یہ سرمو انحراف کرتے ہیں۔

---

[۹] صحیح ابن ماجہ، باب: تعظیم حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، حدیث: (۲۰)، قال الالبانی: حسن.

[۱۰] مقدمہ ابن خلدون: (۴۵۸).

علم الکلام اور منطق کو عقیدے کی تعلیم کے خاطر استعمال کرنا

شیخ محمد ناصرالدین البانی (رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: ان کا یہ دعوی ہے کہ انسان پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کی معرفت سب سے پہلے عقل سے حاصل کرے اور یہ بھی دعوی ہے کہ علم الکلام و منطق عقیدے کی تعلیم دینے کا بہترین ذریعہ ہے؟

الشیخ: اولاً: آپ کے اس دعوی کی قرآن وسنت سے دلیل درکار ہے:

﴿ **قُلْ هَاتُواْ بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ** ﴾ (البقرہ: ۱۱۱)

(کہوکہ تم اپنی دلیل لاؤ اگر تم واقعی سچے ہو)

اور یہ ان کے لئے ناممکن ہے۔

ثانیاً: بلاشبہ ہر شخص کی عقل دوسرے سے یکسر مختلف ہے، مثلاً: یہود کی عقل نصاری کی عقل سے مختلف ہے، اسی طرح یہود ونصاری کی عقل مسلمانوں کی عقل سے مختلف ہے۔ خود مسلمانوں میں نیک مسلمان کی ایک گنہگار مسلمان سے عقل میں فرق ہے یہاں تک کہ ایک مسلمان عالم اور ایک جاہل مسلمان کی عقل میں بھی بہت تفاوت ہے اور اسی طرح کی لاتناہی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ چناچہ وہ کون سی عقل ہے کہ جس کے ذریعے ہم اپنے رب کی معرفت حاصل کریں؟ اس قسم کا کلام کسی سمجھدار انسان سے متوقع نہیں۔

ثالثاً: اگر عقل ہی اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی تھی تو پھر اتنا اختلاف کیوں ہے؟ اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ انبیاء کرام کو مبعوث کرنا اور کتابیں نازل کرنا یہ سب بیکار و بے مقصد تھا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالی اس سے پاک و منزہ ہے (کہ ایسے عبس کام کرے)۔

"سبحانه وتعالى عما يشركون."

اور اسی طرح مندرجہ ذیل آیت بھی بے معنی ہوکر رہ جاتی ہے:

﴿ **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً** ﴾ (الاسراء: ۱۵)

(اور ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں جب تک (اتمام حجت کے لئے) رسول نہ بھیج دیں)[11]

اب اگر عقل ہی اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنے کا معیار ہے تو اس میں ایک عظیم اختلاف پایا جاتا ہے، پھر وہ کیا معیار وکسوٹی ہے کہ جس کے باعث ہم ایک عقل کو دوسری عقل پر ترجیح دیں الا یہ کہ قرآن وسنت کی جانب رجوع کیا جائے۔

رابعاً: اگر عقل انسانی ایک دوسرے سے مختلف ہے اور ہمارے پاس ایسا کوئی پیمانہ نہیں کہ جس کے ذریعہ ہم ایک عقل کو دوسری عقل پر فوقیت دیں سکے تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی نے انسانیت کو اس اختلاف سے نجات دینے کے لئے کتاب نازل فرمائی۔ اللہ تعالی اپنی کتاب کا وصف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ **أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفًا كَثِيراً** ﴾ (النساء: ۸۲)

(کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے اگر یہ کسی غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت اختلاف وتضاد پاتے)

ہمیں جو ان بہت سے تضادات کا سامنا ہے تو اس کا سبب صرف یہی ہے کہ ہم عقل کی جانب رجوع کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالی نے تو ہماری یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ:

﴿ **فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ** ... ﴾ (النساء: ۵۹)

(پس اگر تم کسی بات میں اختلاف کربیٹھو تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو ...)

پس عقل کی طرف رجوع کرنا ایک ایسی چیز کی طرف رجوع کرنا ہے جو کہ غیر یقینی ہے اور ایک سے دوسرے شخص کے درمیان تفاوت پذیر ہے۔ اہل الکلام و منطق باز لوگوں کی گمراہی کی اور کوئی وجہ نہ تھی سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے رب کی کتاب سے اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت سے غفلت برتتے ہوئے اپنی عقل کو شریعت پر حاکم وفیصل بنایا[12]۔

---

[11] اگر عقل ہی معیار حق ہے اور اللہ تعالی نے یہ نعمت سب کو عطا کی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حجت تمام نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالی رسولوں کو مبعوث نہیں فرمالیتا؟ جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ (النساء: ۱۶۵)

([ہم نے] بشارتیں دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ لوگوں کی طرف سے اللہ تعالی پر کوئی حجت باقی نہ رہے، اور اللہ تعالی تو غالب ہے اور حکمت والا ہے) اس سے یہ ثابت ہوا کہ عقل نہیں بلکہ وحی حجت ہے۔ [مترجم]

[12] "سلسلة الهدى والنور"، کیسٹ: (۳۱۰).

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا عقیدہ

ڈاکٹر ذاکر فرماتے ہیں کہ ان کا آخرت، روح، جن، فرشتوں وغیرہ پر ایمان کی بنیاد منطق اور نظریۂ احتمالات پر ہے، اور یہ بھی دعوی کیا کہ میرا ایمان اندھا (یا بالغیب) نہیں بلکہ ایک منطقی عقیدہ ہے۔

حوالہ: " ... لیکن اگر آپ مجھ سے یہ سوال کریں گے کہ ذاکر بھائی آپ نے سائنسی حقائق سے متعلق بہت لاجواب لیکچر دیا اس کے باوجود آپ جنات، فرشتوں، روح اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں ... کیا یہ سب غیر منطقی نہیں؟ میں انہیں جواب دیتا ہوں ہرگز نہیں، میں بالکل بھی غیر منطقی نہیں میرے پاس اس بات کی منطق موجود ہے کہ میں کیوں بن دیکھے یا بالغیب آخرت، روح، جنت وجہنم یا جنات وغیرہ پر ایمان لاتا ہو ... میرا عقیدہ بالکل منطقی ہے ... میں اپنے اس منطقی عقیدے کی بنیاد اس بات (نظریۂ احتمالات) پر رکھتا ہوں کہ فرض کریں قرآن کریم میں سائنسی حقائق جو بیان ہوئے ہیں ان میں سے آج تک تقریباً اسی (۸۰٪) فیصد صحیح ثابت ہو چکے ہیں باقی ماندہ بیس (۲۰٪) فیصد مبہم ہیں ... کوئی نہیں جانتا اور ان میں سے بھی ۰.۰۰۱٪ تک غلط ثابت نہیں ہوئے ... (سائنسی اعتبار سے) اگر ایک بھی آیت غلط ثابت ہوئی تو قرآن کریم اللہ کا کلام نہیں کہلا سکتا ... چنانچہ ان بیس فیصد حقائق کو میں مبہم کے خانے میں ڈال دیتا ہوں ... لہذا اگر ۱۰۰٪ میں سے ۸۰٪ صحیح ثابت ہو چکے ہیں اور باقی ۲۰٪ مبہم وغیر معلوم ہیں جن میں سے ۰.۰۰۱٪ تک بھی کبھی غلط ثابت نہیں ہوئے تو ان شاء اللہ باقی ۲۰٪ بھی صحیح ثابت ہوں گے ... اسی لئے یہ کوئی بن دیکھا واندھا عقیدہ نہیں بلکہ ایک منطقی عقیدہ ہے ... "

(قرآن وجدید سائنس، تضاد یا موافقت)

تعارف فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمن یحیی بن علی الحجوری (حفظہ اللہ)

چونکہ ڈاکٹر ذاکر نائیک پر مخصوص کلام شیخ یحیی الحجوری کا ہے اسی مناسبت سے شیخ (حفظہ اللہ) کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔ شیخ (حفظہ اللہ) کے تفصیلی حالات زندگی فی الحال دستیاب نہیں ان شاء اللہ جیسے ہی ہمیں کہیں سے دستیاب ہوجائیں گے تو انہیں شامل کتاب کردیا جائے گا۔ البتہ مختصر تعارف یہ ہے کہ آپ محدث دیار یمن علامہ مقبل بن ہادی الوادعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سب سے مشہور وہونہار شاگرد ہیں اوردارالحدیث دمّاج، یمن کی علمی مسند پر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے جانشین ہیں۔ اسی طرح کتب کثیرہ کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کی تقاریر وتصنیفات کے لئے وزٹ کریں آپ کی آفیشل ویب سائٹ www.sh-yahia.net۔

آپ (حفظہ اللہ) کے متعلق آپ کے شیخ محدث مقبل بن ہادی الوادعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض فرمودات اور وصیتیں مندرجہ ذیل ہیں:

➤ قال العلامة مقبل بن هادي الوادعي -رحمه الله- في كتابه "ترجمة أبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي" عند تعداد طلبته:

(**يحيى بن علي أبو عبد الرحمن الحجوري: من حفظة القرآن، ومستفيد في علوم شتى، وقد سمعتُ له بعض الدروس التي تدل على استفادته، وهو قوي في التوحيد، وله تحقيق "إصلاح المجتمع" للبيحاني، ورد على الزنداني في التوحيد ورسائل أخرى**) انتهى.

علامہ مقبل بن ہادی الوادعی -رحمہ اللہ- کتاب "ترجمۃ ابی عبدالرحمن مقبل بن ہادی الوادعی" میں اپنے تلامیذ کی تعداد کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یحیی بن علی ابو عبد الرحمن الحجوری: انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا ہے، اور مختلف اقسام کے علوم سے مستفید ہوئے ہیں، میں نے ان کے بعض دروس سنے ہیں جو ان کے علمی استفادے پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ توحید

میں بہت قوی وپختہ ہیں، اور ان کی تحقیقات مثلاً "إصلاح المجتمع" للبیحانی، و"رد علی الزندانی فی التوحید" (ایک اور عقل پرست اور مستشرقین سے تعلیم یافتہ، عالمی بھائی چارہ اور اتحاد بین المذاہب کی دعوت دینے والا عبدالمجید الزندانی پر توحید کے بارے میں لکھی گئی کتاب پر رد) اور دیگر رسائل ہیں۔"

➤ وقال -رحمه الله- في وصيته:

(**وأوصيهم بالشيخ الفاضل يحيى بن علي الحجوري خيرًا، وألا يرضوا بنزوله عن الكرسي، فهو ناصح أمين**) انتهى من كتاب "نبذة مختصرة من نصائح والدي العلامة مقبل بن هادي الوادعي وسيرته العطرة" لأم عبد الله بنت الشيخ مقبل الوادعي.

اسی طرح شیخ مقبل (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی وصیت میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور میں انہیں الشیخ الفاضل یحیی بن علی الحجوری کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ اور وہ کبھی بھی ان کی کرسی (مسند علمی) سے معزولی پر راضی نہ ہوں۔ کیونکہ وہ خیرا خواہ اور امانت دار ہیں۔"

(آپ [رحمۃ اللہ علیہ] کی صاحبزادی اور دینی عالمہ ام عبداللہ بنت الشیخ مقبل الوادعی کی کتاب "نبذۃ مختصرۃ من نصائح والدی العلامۃ مقبل بن ہادی الوادعی وسیرتہ العطرۃ" سے اقباس)۔

شیخ یحیی الحجوری (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں:

میں تمہیں (ڈاکٹر ذاکر کو) نصیحت کرتا ہوں کہ اس منطق سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالی کے حضور توبہ کروکہ اس کے بڑے بڑے علمبردارتک اس سے تھک ہار گئے۔ کیا تم امام ذہبی (رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ قول نہیں جانتے کہ:

"علم المنطق لا يحتاج إليه الذكي ولايستفيد من البليد."

(علم منطق کی کسی ذہین شخص کو حاجت نہیں اور بیوقوف شخص کو اس سے کوئی فائدہ نہیں)

علم منطق سے تو امام الجوینی، شہرستانی اور امام غزالی تک اکتا گئے، یہ ہے علم الکلام (کی حقیقت)۔ دیکھو (اور غور کرو) کہ الھروی اور اسی طرح امام ابی العزا لحنفی (رحمۃ اللہ علیہ) شرح عقیدہ الطحاویہ میں علم الکلام کی مذمت میں جوکچھ فرماتے ہیں، انہی میں امام رازی سے یہ منقول ہے کہ وہ انتہائی حیرت کے عالم میں فرماتے ہیں:

نهاية إقدام العقول عقال وغاية سعي العالمين ضلال

(عقل کے تمام تر اقدام کا انجام حیرت ہے

اور عقل کے بل بوتے پر دنیا والوں کی تمام سعی گمراہی ہے)

وأرواحنا في وحشة من جسومنا وغاية دنيانا أذى ووبال

(ہماری روحیں ہمارے جسموں سے وحشت زدہ ہیں

اور ہماری دنیا کا ماحصل اذیت ووبال ہی ہے)

ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا سوى أن جمعنا فيه قيل وقالوا

(ہمیں اپنی پوری عمر میں کی جانے والی بحث ومباحثے سے

سوائے قیل وقال جمع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوا)

اور اسی طرح شہرستانی کہتا ہے:

لعمرك لقد طفت المعاهد كلها وسيرت طرفي بين تلك المعالم

فلم أر إلا واضعاً كف حائر على ذقن أو قارعاً سن نادم

(قسم سے! میں فلسفہ وکلام کے تمام مدارس کی خاک چھان چکا ہوں

مجھے یہاں پر ہر شخص حیرت وندامت کے بوجھ تلے دبے اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا دکھائی دیا[۱۳])

اس پر کسی نے رد کرتے ہوئے کہا:

لعلك أهملت الطواف بمعهد الرسول ومن والاه من كل عالم

(شاید کے تونے مدرسۂ رسول ومدرسۂ علماء جنہوں نے رسول کی پیروی کی کا چکر لگانے میں لاپرواہی کی)

---

[۱۳] "عقیدہ قیروانی" شرح شیخ عبدالمحسن العباد مترجم سے بعض اشعار کا ترجمہ لیا گیا۔ [مترجم]

فما حار من يهدى بهدى محمد ولست تراه قارعاً سن نادم

(جس نے محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے طریقہ سے ہدایت پائی ہو وہ کسی حیرت وپریشانی کا شکار نہیں اسی لئے تو اسے نہیں پائے گا کہ وہ ندامت کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو)

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اہل الکلام کی سزا کے بارے میں فرمایا کہ:

"هو أن يضربوا بالنعال والجريد، ويطاف بهم في العشائروالقبائل، ويقال هذا جزاء من أعرض عن ذكر الله."

(یہ کہ اسے جوتوں اور چھڑیوں سے مارا جائے اور اسے یہ کہتے ہوئے قبائل قبائل گھمایا جائے کہ یہ جزاء ہے ہر اس شخص کی جس نے اللہ کے ذکر سے منہ موڑا)

اگر آپ چاہیں تو اس (مندرجہ بالا) اچھے حکم کو ہی اپنا موقف بنالیں جو امام بیہقی نے اپنی کتاب "مناقب الامام الشافعی" میں نقل کیا اور اسی طرح ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔

[شیخ یحیی کا کلام ختم ہوا]۔

ڈاکٹر صاحب کا عقل کو نقل پر ترجیح دینا

ڈاکٹر ذاکر نائیک فرماتے ہیں: اگر میں ایک ٹیپ ریکارڈر کا بنانے والا ہوں تو میرے لئے یہ ضروری نہیں کہ میں خود ٹیپ ریکارڈر بن جاؤں تاکہ میں اس ریکارڈر کے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا معلوم کرسکوں، اسی طرح اللہ تعالی انسان کی صورت اختیار نہیں کرتا بلکہ انسانوں میں سے کسی مرد کو چن لیتا ہے تاکہ وہ اس کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے، جسے ہم مسلمان رسول اور نبی کہتے ہیں؟

<u>حوالہ:</u> "۔۔۔فرض کریں اگر میں ایک ٹیپ ریکارڈر ایجاد کرتا ہوں تو کیا میرے لئے یہ ضروری ہوگا کہ میں خود وہ ٹیپ ریکارڈر بن جاؤں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس ٹیپ ریکارڈر کے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا۔۔۔جبکہ میں اس ٹیپ ریکارڈر کا موجد ہوں مجھے اس ٹیپ ریکارڈر کے حق میں کیا اچھا ہے اور کیا برا جاننے کے لئے خود ٹیپ ریکارڈر بننے کی

ضرورت نہیں۔۔۔تو میں کیا کروں گا۔۔۔میں ایک ہدایت نامہ لکھوں گا۔۔۔ میں ایک ہدایت نامہ لکھوں گا کہ جب آپ کسی کیسٹ کو چلانا چاہیں۔ تو اسے کیسٹ ریکارڈر میں ڈالیں اور پلے کا بٹن دبا دیں۔۔۔ اور اگر آپ اسے روکنا چاہیے تو اسٹاپ کا بٹن دبا دیں۔۔۔ اور اگر آپ فاسٹ فارورڈ کرنا چاہیے تو "ff" بٹن دبائیں۔۔۔اسے اونچائی سے نہ گرائیں ورنہ یہ خراب ہوجائے گا۔۔۔اسے پانی میں مت ڈبوئیں ورنہ یہ جل سڑ جائے گا۔۔۔مجھے ایک ہدایت نامہ لکھنا پڑے گا۔۔۔اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالی۔۔۔کسی انسان کی صورت اختیار نہیں کرتا۔۔۔بلکہ وہ بندوں میں سے ہی ایک بندے کو چن لیتا ہے جسے ہم مسلمان پیغمبر کہتے ہیں۔۔۔رسول ونبی کہتے ہیں۔۔۔اللہ تعالی کے پیغمبر۔۔۔اس نے انسانوں میں سے ایک انسان چنا اس کام کے لئے۔۔۔اور اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں انسان کو ایک مشین کہوں۔۔۔تو میں یہ کہوں گا کہ یہ زمین کی پشت پر موجود سب سے پیچیدہ مشین ہے۔۔۔اور جتنی پیچیدہ کوئی مشین ہوگی اتنی ہی اشد ضرورت اس کے ہدایت نامے کی ہوگی۔۔۔جوکہ انسانیت کے لئے ہدایت نامہ ہو۔۔۔پس وہ ہدایت نامہ (instruction manual) قرآن کریم ہے۔۔۔ انسان کو کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا اس کی قرآن مجید میں نشاندہی کی گئی ہے۔۔۔ یہی تو انسانیت کے لئے ہدایت نامہ ہے۔۔۔ہم مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ بہت سی وحی (کتابیں) نازل ہوئیں۔۔۔مگر آخری اور فیصلہ کن وحی قرآن حکیم ہے۔۔۔اور بہت سے پیغمبر ہوگزرے۔۔۔لیکن آخری پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔۔۔ہمیں آخری نبی پر اور آخری وحی پر ایمان لانا چاہیے جوکہ قرآن مجید ہے۔۔۔ یہ انسانیت کے لئے ہدایت نامہ ہے جو اس کے لئے کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا کو بیان کرتا ہے۔۔۔" (سمپوزیم - دین صحیح تناظر میں Symposium- religion in the right perspective)

شیخ یحیی بن علی الجوری (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں:

﴿ **اللّٰہُ أَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہُ** ﴾ (الانعام: ۱۲۴)

(تعالی ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی رسالت رکھے یا کس کو رسول بنائے)

﴿ **اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ** ﴾ (الحج: ٧٥)

(اللہ تعالی ہی فرشتوں اور انسانوں میں سے (جسے چاہتا ہے) بطور رسول چن لیتا ہے)

اس طرح اللہ رب العالمین فرماتا ہے۔

جبکہ (ذاکر نائیک) کا قول بالکل عبدالمجید زندانی[۱۴] ن ے جو گاڑی اور ڈرائیور کی مثال بیان کی تھی کی مانند ہے۔ (زندانی) کہتا ہے: دیکھو اگر انسان مختلف موڑ اور چوکوں پر گاڑی چلاتا ہے اور یہ کرتا ہے اور وہ کرتا ہے کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ سمیع وبصیر ہے؟ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بیشک اللہ تعالی بھی سمیع وبصیر ہے کہ وہ اس کائنات کو چلاتا ہے۔ پس یہ عقلانیہ (عقل پرستی) ہے جو زندانی اور ذاکر نائیک کے قول میں پائی جاتی ہے۔ (شیخ کا کلام ختم ہوا)

قرآن کریم کی صراحت عقل دل میں ہوتی ہے

﴿ **أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ** ﴾ (الحج: ۴۶)

---

[۱۴] عبدالمجید زندانی یمن سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا بھی منہج ہوبہو ذاکر نائیک والا منہج ہے جنہوں نے مستشرقین سے علم حاصل کیا اور دین کی تبلیغ عقلی دلائل اور سائنس سے کرتے ہیں اور اسی طرح تقریب بین الادیان کے بھی داعی ہیں جس کے لئے کانفرنسیں بھی منعقد کرتے ہیں۔ کوئی عجب بات نہیں کہ ان کی بھی تقاریر آئی-آر-ایف کی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ ان کا بہترین رد بھی شیخ یحیی الحجوری نے اپنی کتاب ''الصبح الشارق علی ضلالات عبدالمجید الزنداني في كتابه توحيد الخالق'' میں کیا ہے۔ جس میں زندانی نے سائنسی دلائل اور غلط تاویلات سے قرآن مجید کی تفسیر اور عقیدۂ توحید بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ شیخ الحجوری نے یوں بیان کیا:

۱) تو کیا یہ اللہ تعالی کی توحید میں سے ہے کہ قرآن کریم کی حقانیت کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں جب تک کہ مستشرقین اس کے برحق ہونے کی تصدیق نہ کریں؟

۲) یا پھر یہ اللہ تعالی کی توحید میں سے ہے کہ ایمان میں جہمیہ اور معتزلہ کے عقیدے کو اپنایا جائے؟

۳) اور کیا یہ اللہ تعالی کی توحید میں سے ہے کہ اللہ تعالی کی صفات کو عقل (منطق/فلسفہ) سے ثابت کیا جائے؟

٤) یا پھر یہ اللہ تعالی کی توحید میں سے ہے کہ یہود ونصاری سے محبت کی دعوت دی جائے اور مسلمانوں کے سینوں کو ان (کی نفرت) سے صاف کیا جائے؟

٥) یا پھر یہ اللہ تعالی کی توحید میں سے ہے کہ مسلمانوں کو ناانصاف باور کرایا جائے کیونکہ وہ اہل کتاب سے اپنے آپ کو قریب نہیں کرتے؟

٦) اور کیا یہ اللہ تعالی کی توحید میں سے ہے کہ قرآن کریم کی آیات سے کھیلا جائے اور مسلم نوجوانوں کو علم شرعی سے دور کرکے فسلفہ اور علم الکلام کے مسائل میں الجھایا جائے اور عقل کو دو وحی (قرآن وسنت) کے مقام پر رکھ دیا جائے اور سلف صالحین اور ان کے علم کا صفایا کردیا جائے، (جبکہ دوسری جانب) یہود ونصاری اور ان کے (باطل) نظریات کا احترام کیا جائے؟

شیخ فرماتے ہیں یہ تو بہت معمولی سی جھلکیاں ہیں جو زندانی کی کتاب التوحید میں پائی جاتی ہیں ورنہ تو اس کی کتاب بہت سی گمراہیوں سے اٹی پڑی ہے اللہ تعالی مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ فرمائے۔ (اھ)

جاننے والے جانتے ہیں کہ ڈاکٹر ذاکر کی باتیں بھی اس سے کچھ مختلف نہیں (مترجم)

(کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی جو ان کے دل ان باتوں کو سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں)

﴿ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيراً مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَـئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَـئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴾ (الأعراف: ۱۷۹)

(اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں، جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں)

شیخ محمد ناصرالدین البانی (رحمۃ اللہ علیہ)

آج بہت سے لوگ اپنی علم شرعی میں کم مائیگی اور کم عقلی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ علم شرعی علم تجرباتی (سائنس) سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ: اگر آج آپ ڈاکٹروں سے پوچھیں عقل کا مرکز کہاں ہے؟ صدر (سینے/دل) میں یا رأس (سر/دماغ) میں؟ تو وہ یقینا آپ کو جواب دیں گے کہ سر میں، وہ یہ جواب اپنے علم تجرباتی کے ذریعہ دیں گے کیونکہ (ان کے نزدیک) کوئی انسان بے عقل یا پاگل دماغ میں کوئی خرابی پیدا ہونے سے ہی ہوتا ہے، (ان کے متعلق) یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ (بالکل صحیح ہے وہ ایسا ہی کہتے ہیں) تو (ان کے مطابق) ثابت یہ ہوا کہ عقل سر میں ہوتی ہے مگر یہ قرآن کریم کے خلاف ہے جہاں وہ فرماتا:

﴿ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا ۔۔۔﴾ (الحج: ۴۶) , (الأعراف: ۱۷۹)

(ان کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے)

یہ نہیں فرمایا: **ام لھم رؤوس لا یعقلون بھا** (کیا ان کے ایسے سر نہیں جن سے وہ سوچیں)

اور یہ ہر مسلمان کے لئے تنبیہ بھی ہے کہ مجھے ایک مسلم ہونے کہ ناطے اس چیز کا اعتقاد رکھنا ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ **لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا ...** ﴾

اور اس کی تاکید خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی مشہور حدیث کے ذریعہ فرمائی:

"ألا وإن فى الجسد مضغة إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّه، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ ألا وهي القلب"

(خبردار! بیشک جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ایسا ہے کہ اگر وہ صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے اور اگر اس میں فساد ہے تو سارے جسم میں فساد ہے اور جان لوکہ وہ لوتھڑا دل ہے)

پھر اللہ تعالی نے سابقہ آیت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ **فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ** ﴾ (الحج: ۴۶)

(کیونکہ (حقیقت یہ ہے کہ) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جوکہ سینوں میں ہیں)

چنانچہ شرعی ونقلی اعتبار سے ہمارے لئے کوئی گنجائش نہیں کہ ہم یہ کہیں عقل سر یا دماغ میں ہے بلکہ وہ تو دل میں ہوتی ہے۔

(سلسلة الهدى والنور | شريط رقم - ٦٤٤)

شیخ محمد بن صالح العثیمین (رحمۃ اللہ علیہ)

انسان کے افعال کی تدبیر کا مرکز دل ہے کیونکہ (دل کے متعلق) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان ہے:

"إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّه، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ"

(اگر یہ صحیح ہو تو سارا بدن صحیح ہوگا اور اگر اس میں فساد ہو تو سارے بدن میں فساد ہوگا)

کیا اس میں دلیل ہے کہ عقل دل میں ہوتی ہے؟

جواب ہے ہاں، بالکل اس میں اشارہ ہے کہ عقل دل میں ہوتی ہے، اور مدبر دل ہوتا جس کا بیان قرآن کریم میں بھی ہے۔

﴿ **أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ** ﴾ (الحج: ۴۶)

(کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی جو ان کے دل ان باتوں کو سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں)

لیکن اس عقل کا دل سے کسطرح کا تعلق ہے؟

جواب یہ کہ اس چیز کو معلوم نہیں کیا جاسکتا، ہم تو بس اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ عقل دل میں ہوتی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں آیا ہے، لیکن ہم یہ نہیں جانتے ان کا آپس میں کیسا ربط ہے، ہم پر یہ رد نہیں کیا جاسکتا کہ اگر کسی کافر کے دل کو مسلمان کے دل میں فٹ کردیا جائے تو کیا وہ مسلمان کافر بن جائے گا یا نہیں، کیونکہ ہم یہ نہیں جانتے کہ عقل کا دل سے تعلق کس طرح کا ہے۔ واللہ اعلم۔[۱۵]

عقل تصرف وتدبیر اور عقل تصور وادراک میں فرق

شیخ محمد بن صالح العثیمین (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ فرماتے ہیں:

﴿ **رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا** ﴾ (آل عمران: ۸)

(اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کرنا)

---

[۱۵] شرح أربعين النووية: حديث نعمان بن بشير

فعل پر دل کے کنٹرول کوثابت کیا گیا کیونکہ دل پر ہی عمل کا دارومدار ہے اسی لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ فرمان ہے:

"ألا وإن فی الجسد مضغة إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّه، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ ألا وهي القلب"

(خبردار! بیشک جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ایسا ہے کہ اگر وہ صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے اور اگر اس میں فساد ہے تو سارے جسم میں فساد ہے اور جان لوکہ وہ لوتھڑا دل ہے)

دل وہ جزء ہے جو صدر (سینے) میں ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ **فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ** ﴾ (الحج: ٤٦)

(بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں)

اور اسی دل میں عقل ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ **أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا** ﴾ (الحج: ٤٦)

(کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی جوان کے دل ان باتوں کو سمجھنے والے ہوتے)

پس ان دلائل کی بنیاد پر یہ واضح ہوتا ہے کہ عقل دل میں ہوتی ہے ناکہ دماغ میں، اور قدیم وجدید علماء کرام کا اس بات پر اختلاف ہے کہ عقل آیا دل میں ہوتی ہے یاکہ دماغ میں مگر جس چیز پر قرآن کریم دلالت کرتا ہے وہ یہی ہے کہ عقل دل میں ہوتی ہے، اور قرآن خالق کا کلام ہے اور خالق عزوجل اپنی مخلوق کا سب سے ذیادہ علم رکھتا ہے لہذا عقل دل ہی میں ہوتی ہے۔ لیکن عقل قلبی عقل تصرف وتدبیر ہوتی ہے عقل ادراک وتصور نہیں ہوتی کیونکہ عقل ادراک وتصور تو دماغ میں ہوتی ہے۔ دماغ تصور کرتا ہے اور سوچتا ہے جس کی حیثیت دل کے لئے ایک سیکریٹری کی مانند ہے جو وہ چاہتا ہے اسے دل کے سامنے پیش کردیتا ہے پھر دل ہی فیصلے صادر کرتا ہے، دماغ ان فیصلوں کو رعایا (دیگر اعضاء) تک پہنچانے کا کام انجام دیتا ہے پھر باقی اعضاء ان فیصلوں کی تابعداری کرتے یہ سب دماغ کی کاروائی ہوتی ہے۔ پس جو تصور وادراک کرتا ہے اور جس میں عقل ادراک ہوتی ہے وہ دماغ ہے جبکہ عقل تصرف وتدبیر اور رشاد وفساد عقل قلبی ہوتی ہے۔ دماغ اشیاء کا تصور وادراک کرتا ہے اور انہیں جانچتا ہے پھر انہیں گویاکہ لکھ کر

دل کے پاس بھیجتا ہے تاکہ وہ ان پر دستخط کردے پھر دل ہی حکم کرتا یا منع کرتا ہے، لیکن وہ براہ راست یہ کام نہیں کرتا اس کا درجہ اس سے بلند ہے کہ وہ ان جموود سے خود مخاطب ہو۔ لہذا وہ اس معاملہ کو دماغ کی جانب واپس بھیج دیتا ہے پھر وہ باقی اعضاء کو بتاتا ہے کہ بادشاہ سلامت آپ کو یہ یہ حکم فرمارہے ہیں اور ان کے حکم کی بجاآوری کی جاتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان ہے: "**ألا وإن فی الجسد مضغة إذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّه، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ ألا وهي القلب**"

اس طرح ہر اشکال کا ازالہ ہوجاتا ہے اور حسی وشرعی دلائل میں بھی موافقت ہوجاتی ہے، چناچہ عقل ادراکی کا مقام دماغ ہے اور عقل تصرف الارشادی جس سے رشاد یا فساد واقع ہوتا ہے وہ دل ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ **رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوبَنَا** ﴾ (آل عمران: ۸)

(اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کرنا)

جب دلوں میں استقامت ہوتی ہے اور ٹیڑھپن نہیں ہوتا تو تمام جوارح میں عقیدةً، قولاً وفعلاً استقامت ہوتی ہے۔[۱۶]

عقل قرآن کے مطابق دل میں نہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب کے مطابق صدر کراچی میں !!

<u>حوالہ:</u> "خاتون نے سوال پوچھا کہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ہے کہ اللہ تعالی نے دلوں پر مہر لگا دی۔۔۔تو جو لوگ حق بات کے قریب نہیں آئیں گے دراصل ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔۔۔ان خاتون کا سوال ہے کہ آج سائنس بہت ترقی کر گئی ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ دماغ ہی وہ مرکزی عضوء ہے جو سوچنے سمجھنے کے کام آتا ہے نہ کہ دل۔۔۔ پہلے دور میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ کام دل کرتا ہے۔۔۔تو کیا یہ قرآن کریم میں غلطی نہیں؟۔۔۔اگر آپ کو یاد ہو تو میں نے بھی قرآن مجید سے ایک آیت تلاوت کی تھی۔۔۔تیسرا حوالہ سورۂ طه کا تھا سورہ نمبر ۲۰ آیت نمبر ۲۵-۲۸ جس میں ہے کہ "**رب اشرح لی صدری... صدری** (اے میرے رب! میرا سینہ میرے لئے کھول دے) ﴿ **رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي، يَفْقَهُوا**

[۱۶] تفسیر سورۂ آل عمران، تفسیر آیت "ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا..."

قَوْلِي ﴾ (میرا سینہ میرے لئے کھول دے اور میرا کام آسان فرمادے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میرے بات کو سمجھ سکیں) یہاں وہی لفظ "صدر" (دل) استعمال ہوا تو اللہ کیوں میرا سینہ کھولے گا، عربی لفظ "صدر" کے دو معانی ہیں ایک معنی تو دل ہے اور دوسرا معنی "مرکز" ہے۔۔۔اگر آپ کراچی جائیں ۔۔۔تو آپ وہاں صدر فلاں فلاں پائیں گے۔۔۔یعنی مرکز فلاں فلاں چناچہ صدر کا معنی عربی میں دل کے علاوہ مرکز بھی ہے۔۔۔اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے۔۔۔کہ ہم نے تمہارے مرکزوں پر مہر لگا دی ہے یعنی دماغ پر۔۔۔میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ **رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي** (اے میرے رب! میرا مرکز میرے لئے کھول دے) ۔۔۔یعنی عقل۔۔۔اور میرے اور سامعین کے درمیان کی گرہ یا رکاوٹ کو دور کردے۔۔۔امید ہے کہ یہ کئے گئے سوال کا جواب ہوگا" (Is Quran word of God، کیا قرآن اللہ کا کلام ہے)

علم الکلام کی مذمت میں کچھ مزید سلف کا کلام

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"شرک کے علاوہ اللہ تعالی کے حرام کردہ کسی بھی کام کا ارتکاب علم الکلام میں غوروغوض کرنے سے بہتر ہے ... "

(تلبیس ابلیس لابن الجوزی: ۸۲)

امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"علم الکلام کا حامل کبھی بھی صراط مستقیم پر نہیں آسکتا، علمائے کلام زندیق ہیں۔"

(تلبیس ابلیس لابن الجوزی:۸۳)

امام اوزاعی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالی کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں جدل ومناظروں میں مبتلا کردیتا ہے اور عمل سے روک دیتا ہے۔"

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ اللالکائی: ۱/۱۴۵)

امام ابویوسف (رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی ہے:

"جس نے کیمیا کے ذریعے مال کمانے کی کوشش کی وہ مفلس ہوگیا اور جس نے علم الکلام کے ذریعے دین حاصل کرنے کی کوشش کی وہ زندیق ہوگیا۔"

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ اللالکائی: ۱/ ۱۴۵، صون المنطوق والکلام للسیوطی)

اسی طرح کے اقوال ابن المدینی، ابو زرعہ، ابن ابی حاتم الرازی، اسحاق بن ابراہیم، قاسم بن سلام، لیث بن سعد، مالک، سفیان ثوری (رحمہم اللہ) وغیرہ سے بھی منقول ہیں۔ یہ سب امت کے جلیل القدر آئمہ اور علماء متکلمین کی کتابیں پڑھنے سے منع کرتے تھے، ان کی محافل ومجالس میں شرکت سے[۱۷] اور متکلمین سے میل جول رکھنے سے روکتے تھے۔ **(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ اللالکائی: ۱/۱۵۱)**

بعض مشہور متکلمین کا علم الکلام کے ساتھ تعلق کی وجہ سے حیرت وندامت کا اظہار کرنا اور بعض کا اس علم سے ہدایت کی جانب رجوع کرنا

ابو حامد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) جو علم الکلام میں تمکین ورسوخ میں خوب شہرہ رکھتے تھے، لیکن پھر بالآخر انہوں نے علم الکلام کی مذمت کی اور بہت ڈٹ کر مذمت کی، اور گھر کے بھیدی سے بہتر خبر کون دے سکتا ہے؟ وہ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" (۹۱-۹۲) میں علم الکلام کے نقصانات وخطورات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جہاں تک علم الکلام کے نقصانات کا تعلق ہے تو اس کا کام شکوک وشبہات ابھارنا، عقائد میں ضعف واضمحلال پیدا کرنا اور وہ جزم وقطعیت جو عقیدہ کا اصل لازمہ ہے کو یکسر زائل کردینا ہے[۱۸]۔ یہ مرض ابتداء ہی سے لاحق ہوجاتا ہے، پھر اتنی پختگی آجاتی ہے کہ رجوع الی الحق کے سلسلے میں ٹھوس اور قطعی دلیل کا معاملہ بھی مشکوک

---

[۱۷] موجودہ دور میں منطق وعقل (Logic) اور منسوخ شدہ محرف آسمانی کتابوں سے لوگوں کو جمع کرکے عقیدہ وایمان سکھانے والوں، ان کے سیمینار، ڈبیٹ، ان کی ویب سائٹ پڑھنے اور ان کے سٹلائیٹ چینل Peace TV کا بھی یہی حکم ہوگا، ان شاء اللہ۔ [مترجم]

[۱۸] جیسا کہ اوپر ڈاکٹر ذاکر صاحب کا عقیدہ بیان ہوا کہ وہ اس پر نظریہ احتمال کی بنیاد پر ایمان لاتے ہیں اور کتنے ہی ایسے شبہات ہیں جو عام سیدھے سادھے مسلمان جو محض اللہ ورسول کی بات پر ایمان لاتے ہیں کے دلوں میں انہوں نے پیدا کئے کہ اتنے اتنے سوالات کے جوابات یاد کرلو غیرمسلموں کو دعوت کے لئے [عالمی ادیان میں خدا کا تصور، سوال وجواب کا سیشن] حالانکہ ان میں سے بہت سے شبہات جو ان کے دلوں میں پیدا بھی نہ ہوئے ہوں گے یہ خود اپنی باتوں سے پیدا کرتے ہیں، اور پھر خود اس کا منطقی جواب بنالیتے ہیں اور پورا ہال خوب تالیوں سے گونج اٹھتا ہے حالانکہ لازمی نہیں کہ ان کا منطقی جواب ہر ایک کے لئے قابل قبول ہو اور خصوصاً جب وہ اسے ماننے کے پابند بھی نہیں کیونکہ حجت تو وحی کے ذریعہ ہی پوری ہوتی ہے۔ پھر یہ سب تماشہ سوائے وقت کے ضیاع کے اور کیا ہے۔ [مترجم]

ہوجاتا ہے[۱۹]، اس حوالے سے لوگوں کے مختلف ذہنی مستوی دیکھنے میں آتے ہیں۔ علم الکلام کا ایک نقصان تو یہ ٹھہراکہ یہ اعتقاد حق میں ضعف وشکوک پیدا کرتا ہے، دوسری طرف یہ نقصان بھی ہے کہ یہ مبتدعین کے باطل عقائد کے سینوں میں مضبوطی وپختگی کا باعث بنتا ہے، اس طرح کہ اولاً ان کے دواعی ومحرکات ابھرتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ ان عقائد باطلہ پر مصر رہنے کی شدید حرص پیدا ہوجاتی ہے، یہ صرف اس تعصب کی پیداوار ہے جو علم الکلام کے اصل محور یعنی جدل اور لاحاصل قیل وقال سے جنم لیتا ہے۔"

امام غزالی مزید فرماتے ہیں:

"جہاں تک علم الکلام کے فوائد کا تعلق ہے تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حقائق کے منکشف ہونے اور ان کی حقیقی معرفت حاصل ہونے کا فائدہ دیتا ہے، لیکن یہ بات انتہائی بعید اور ناممکن ہے، علم الکلام اس پاکیزہ مقصد میں ہرگز وفا نہیں کرتا، بلکہ غور کریں تو یہ حقائق کے کشف ومعرفت سے زیادہ خبط وضلالت پیدا کرنے کے کردار پر قائم ہے، یہ بات تم اگر کسی محدث سے یا ایسے شخص سے سنو گے جسے تم حشوی کہتے ہو تو شاید تم ان کی مذمت اس گمان پر کرو کہ چونکہ ایک محدث علم الکلام سے واقف نہیں ہے اور لوگ جس چیز سے واقف نہ ہوں اس کے دشمن ہوتے ہیں[۲۰]، لیکن تم یہ بات اس شخص سے سنو جو علم الکلام کو جانتا ہے (یعنی خود امام غزالی)، اور اس کی اصلیت کو پہچان لینے کے اور درجۂ متکلمین کے انتہائی اور آخری مقام پر ٹکریں مارنے کے بعد اس سے ناراضگی اختیار کرکے اسے ٹھکرادینے کی ٹھان لیتا ہے اور پوری بصیرت کے ساتھ یہ باور کرلیتا ہے کہ علم الکلام کے ذریعہ معرفت کے حقائق کا راستہ بالکل بند ومسدود ہے۔ ہاں علم الکلام بعض امور کے کشف، ایضاح اور تعریف کا باعث ضرور بنتا ہے[۲۱]، لیکن انتہائی نادر، اور وہ بھی ایسے امور کی جنہیں علم الکلام میں تعمق کے بغیر بھی سمجھا جاسکتا ہے۔"

---

[۱۹] ہم نے بھی یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کے لئے بطور نصیحت، اتمام حجت اور لوگوں کی تنبیہ کے لئے لکھی ہے، اب دیکھئے کہ کیا ڈاکٹر صاحب حق کی جانب رجوع ہوتے ہیں یا امام غزالی کے بقول یہ تقریبا ناممکن ہی ہوجاتا ہے الا ما رحم ربی۔ [مترجم]

[۲۰] اہل بدعت اصحاب الحدیث کو "حشوی" کہا کرتے تھے، اور جو بات امام غزالی نے فرمائی یہی بات جب آج ان جیسے عقلانی لوگوں کا سلفی علماء اہل حدیث رد کرتے ہیں تو کہی جاتی ہے۔ کہ انہیں انگریزی نہیں آتی اسی لئے یا انہیں ڈاکٹری اور سائنس کی معلومات نہیں اسی لئے ڈاکٹر صاحب سے حسد کرتے ہیں وغیرہ۔ [مترجم]

[۲۱] جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کی تقاریر میں بعض فوائد تو لامحالہ ہوتے ہیں جن سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے بلکہ حقیقت وہی ہے جو امام غزالی نے آگے ذکر فرمائی --- [مترجم]

عقیدۂ طحاویہ کے شارح نے غزالی کے علم الکلام کی مذمت پر مشتمل اس تبصرے اور دیگر تبصروں کو نقل کرکے فرمایا ہے (ص ۲۳۸)۔

"امام غزالی جیسی شخصیت کا علم الکلام کے بارہ میں یہ تبصرہ انتہائی مکمل اور قاطع حجت ہے۔"

پھر شارح طحاویہ نے بتلایا کہ سلف صالحین علم الکلام کو ناپسندیدہ اور قابل مذمت سمجھتے تھے جس کی وجہ یہ ہے کہ علم الکلام ایسے امور پر مشتمل ہے جو جھوٹ اور مخالفت حق پر مبنی ہیں، ان کے یہ امور کتاب وسنت اور ان کے اندر موجود علوم صحیحہ کے مخالف ہیں۔ اہل کلام ان امور کے حصول کے لئے طویل اور بے مقصد گفتگو کرتے اور لکھتے رہے۔ اب ان کا فلسفہ دبلے پتلے اونٹ کے اس گوشت کی مانند ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر پڑا ہوا ہے جس کا راستہ انتہائی مشکل اور دشوار ہے، نہ تو راستہ آسان ہے کہ چوٹی تک بآسانی پہنچا جا سکے نہ اونٹ اتنا فربہ ہے کہ اس کے گوشت کے لانے کا کوئی فائدہ ہو۔

اہل الکلام کے پاس جو چیز سب سے اچھی قرار دی جا سکتی ہے، وہی چیز قرآن پاک میں اس سے کہیں بہتر اور خوبصورت تقریر وتفسیر کے ساتھ موجود ہے[۲۲]۔

شارح طحاویہ مزید فرماتے ہیں: "یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بابرکت کلام سے تو شفاء ہدایت اور علم ویقین حاصل نہ ہو، مگر ان لوگوں کی تحریروں سے حاصل ہوجائے جو خود حیرانی وپریشانی کے اتھاہ سمندر میں ہچکولے کھارہے ہیں[۲۳]۔ سنو! ہمارا سب کا فرض منصبی یہی ہے کہ ہم اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرامین کو اصل قرار دے دیں، ان کے معانی پر تدبر وتعقل کریں، ہر شرعی مسئلے کی برہان اور دلیل خواہ عقل سلیم سے حاصل ہو یا ایسی نقل سے جس کا تعلق اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خبر سے ہو اچھی طرح پہچان لیں، پھر اس دلیل کی صحیح دلالت جان لینے کے بعد، لوگوں کے اقوال، جو اس دلیل کے موافق بھی ہوسکتے ہیں اور مخالف بھی، کو اس دلیل پر پیش کیا جائے، اگر ان کی

---

[۲۲] اور جو علم کلام ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تحریف شدہ اور منسوخ شدہ بائبل کے ذریعہ تبلیغ کرے!!! [مترجم]

[۲۳] جو لوگ فی زمانہ منطق (Logic) کو عقیدہ اور غیر مسلموں کو دعوت دینے کا مؤثر ترین ذریعہ گردانتے ہیں وہ غور کریں۔ [مترجم]

بات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیان کردہ خبر کے موافق ہو تو قبول کر لی جائے، مخالف ہو تو رد کر دی جائے۔"

شارح طحاویہ (ص ۲۴۲) مزید فرماتے ہیں: "ابن رشد الحفید، جو کہ فلاسفہ کے مذہب و مقالات کو سب سے بڑھ کر جاننے والا تھا اپنی کتاب "تھافت التھافت" میں لکھتا ہے: (فلاسفہ و متکلمین میں سے) کسی نے الٰہیات (عقائد) کے بارہ میں کوئی قابل اعتبار بات لکھی ہے؟ اسی طرح آمدی جو اپنے دور کی بڑی شخصیت شمار ہوتا تھا بڑے بڑے مسائل میں مجسمۂ حیرت بنے کھڑا ہے۔ امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) ساری عمر فلسفہ و کلام میں منسلک رہنے کے بعد آخری عمر میں بہت سے مسائل کلامیہ میں توقف و تحیر کی تصویر بنے دکھائی دیتے اور بالآخر ان طرق سے تائب ہو کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی احادیث پر ہمہ تن متوجہ ہو گئے اور پھر اسی سلسلۂ مبارکہ میں تاحیات مشتغل رہے حتیٰ کہ انتقال کے وقت بھی صحیح بخاری ان کے سینے پر تھی۔"

اسی طرح امام ابوعبداللہ محمد بن عمر الرازی (رحمۃ اللہ علیہ) کے اشعارِ ندامت اوپر بیان ہوئے۔ اور فرماتے ہیں: "میں نے علم الکلام کے طرق اور فلسفی منہج پر بڑا غور و خوض کیا ہے، لیکن ان میں کسی بیمار کے علاج یا کسی پیاسے کی سیرابی کی کوئی صلاحیت نہیں ہے، مکمل طور پر درست راستہ وہی ہے جو قرآن مجید نے پیش کر دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کے یہ فرامین پڑھو!:

﴿ **الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ** ﴾ (طہٰ: ۵)

(جو رحمٰن ہے عرش پر مستوی ہے)

﴿ **إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** ﴾ (فاطر: ۱۰)

(تمام تر ستھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں)

جبکہ نفی کے لئے ان فرامین کو پڑھو!:

﴿ **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ** ﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

(اس کے مثل کوئی چیز نہیں)

﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴾ (طٰہٰ: ۱۱۰)
(مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہوسکتا)۔"

آخر میں فرماتے ہیں: "میری طرح کا تجربہ جو شخص بھی کرے گا وہ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے گا جس پر میں پہنچا ہوں (لہذا ان تخرصات میں وقت ضائع کرنے کے بجائے براہ راست کتاب وسنت کو دل وجان کی بہاروقرار بنالو)۔"

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالکریم الشہرستانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے اشعار بھی اوپر بیان ہوئے۔ اسی طرح امام ابوالمعالی الجوینی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"دوستو! علم کلام سے کسی قسم کا تعلق جوڑنے کی کوشش نہ کرنا، اس علم کلام نے مجھے جس مقام پر لاکھڑا کیا ہے اگر مجھے پہلے سے اندازہ ہوتا تو میں ہرگز اس کے ساتھ منسلک نہ ہوتا۔"

موت کے وقت یہ فرمایا: "میں بڑے تاریک و عمیق سمندر میں داخل ہوگیا اور مسلمانوں اور ان کے پاکیزہ کلام سے پہلوتھی برتتے ہوئے ایک ایسی وادی میں داخل ہوگیا جس سے مجھے وہ روکتے رہے، اور اب اگر جوینی کے بیٹے کو پروردگار کی رحمت حاصل نہ ہوئی تو لمبی بربادی کے سوا کچھ نہیں ... اور اب میں اپنی موت کے وقت یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی والدہ کے عقیدے پر ہوں،" یا یوں کہا: "میں نیساپور کی بوڑھیوں کے سیدھے سادھے عقیدے پر ہوں۔"

شمس الدین خسروشاہی جن کا فخرالدین رازی کے انتہائی خاص شاگردوں میں شمار ہوتا ہے اپنے ایک دوست سے ملاقات کے لئے گئے، ان سے پوچھا: "تمہارا عقیدہ کیا ہے؟" اس نے جواب دیا: "جو تمام مسلمانوں کا ہے،" پوچھا: "تمہیں اس عقیدے پر دل کا پورا انشراح اور یقین حاصل ہے؟" دوست نے کہا: بالکل۔ کہا: "اس عظیم نعمت پر اللہ تعالی کا شکر بجالاؤ، اللہ کی قسم! میرا حال یہ ہوچکا ہے کہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا عقیدہ اپناؤں! اللہ کی قسم مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا عقیدہ اپناؤں! اللہ کی قسم مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا عقیدہ اپناؤں!" پھر اس قدر روئے کہ پوری داڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

ابن ابی حدید الفاضل، جو عراق میں اس مکتب فکر سے تعلق کی شہرت رکھتے ہیں فرماتے ہیں:

فیک یا اغلوطة الفکر　　　　حار امری وانقضی عمری،

اے کج فکری (فلسفہ وکلام) تجھ سے تعلق میں پوری عمر کٹ گئی اور حیرت کے سوا کچھ نہ پایا،

سافرت فیک العقول فما　　　　ربحت الا اذی السفر،

تیرے حصول کے خاطر عقلوں نے لمبے لمبے سفر کئے لیکن سفر کی تھکان واذیت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوا،

فلحی الله الالی زعموا　　　　انک المعروف بالنظر،

اللہ تعالی ان لوگوں کو برباد کردے جن کا خیال ہے کہ تو نظرواستدلال کا حق سکھاتی ہے،

کذبوا ان الذی ذکروا　　　　خارج عن قوۃ البشر.

جنہوں نے یہ کہا جھوٹ کہا، یہ معاملہ تو انسانی طاقت سے باہر ہے (یہاں تو محض اللہ تعالی اور اس کے رسول [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے اخبار وفرامین کو قبول کرنا ہی موجب عافیت ہے)۔

خونجی نے اپنی موت کے وقت کہا: "جوکچھ میں نے پڑھا اس کا ماحصل یہ ہے کہ ہر ممکن، مرجح کی محتاج ہے ... " پھر کہا: "محتاج ہونا ایک سلبی وصف ہے ... گویا اب جبکہ میں موت کے منہ میں ہوں، علم ومعرفت سے بالکل کورا ہوں۔"

علم الکلام کا ایک اور راہی کہتا ہے: "میں اپنے بستر پر لیٹتا ہوں اور لحاف اپنے منہ پر اوڑھ لیتا ہوں اور پھر مختلف متکلمین کے دلائل میں مقارنہ ومقابلہ شروع کرتا ہوں، فجر طلوع ہوجاتی ہے اور میں کسی نتیجے تک نہیں پہنچ پاتا۔"

شارح طحاویہ مزید فرماتے ہیں: "اب فلاسفہ و متکلمین کو دیکھو کہ اس قوم کا ایک شخص اپنی موت کے وقت نیساپور کے بوڑھیوں کے مذہب اور عقیدے کو اپنانے کا اعلان کررہا ہے، گویا وہ موشگافیاں جنہیں "دقائق علم" کا نام دیا جاتا تھا، جو بوڑھیوں کے عقیدے کے سرار خلاف تھیں اور بحث و تمحیص کے بعد جن کی صحت کا قطعی فیصلہ کرلیا جاتا لیکن پھر ان کا فاسد ہونا ثابت ہوجاتا ہے، یا ان کا صحیح ہونا کبھی ثابت نہیں ہوپاتا، آج ان سب کو ٹھکرا چکے ہیں، اور اس عذاب سے بچ نکل کر کس مقام پر کھڑے ہیں؟ ایسے مقام پر جہاں سچے اہل علم کے پیروکار چھوٹے چھوٹے بچے،

عورتیں اور اعرابی پہلے سے موجود ہیں۔ (گویا فلسفہ وکلام کی انتہاء جس مقام پر ہورہی ہے وہاں سے خالص عقیدۂ شرعیہ کی ابتداء ہورہی ہے)۔"

امام الحرمین کے والد، ابو محمد الجوینی (علم الکلام سے اشتغال کی بناء پر) اللہ عزوجل کی صفات کے بارے میں ایک عرصہ حیرت واضطراب کا شکار رہے پھر بالآخر سلف صالحین کا مذہب اپنالیا اور اس تعلق سے اپنے اشعری اساتذہ کو خیر خواہی کا خط بھی لکھا جو "مجموعۃ الرسائل المنیریۃ" (۱/۱۸۴، ۱۸۷) میں شائع ہوچکا ہے[۲۴]۔

وجود باری تعالی یا توحید ربوبیت

اہل الکلام ومنطق پرستوں کی تمام تر کاوشوں کا حاصل اللہ تعالی کے وجود کو ثابت کرنا ہوتا ہے یا یہ کہ وہی خالق، مالک، محیی وممیت ہے جو کہ توحید ربوبیت کہلاتی ہے، جبکہ یہ تنہا کسی کو دائرۂ اسلام میں داخل نہیں کرسکتی کیونکہ ہرزمانے میں مشرکین اس کو مانتے چلے آئے ہیں اور آج بھی مانتے ہیں۔

شیخ صالح بن فوزان الفوزان (حفظہ اللہ)

وہ توحید جو انسانیت سے مطلوب ہے

وہ توحید جو (انسانیت سے) مطلوب ہے وہ توحید الوہیت ہے، اور اسی لئے تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) نے اپنی دعوت کا آغاز اپنی قوم کو یہ کہتے ہوئے کیا:

﴿ **اعْبُدُواْ اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـهٍ غَيْرُهُ** ﴾ (الاعراف: ۵۹)

(اللہ تعالی کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں)

انہوں نے توحید الوہیت کی طرف دعوت دی جیسا کہ قرآن کریم نے ان سے متعلق یہ بیان کیا کیونکہ یہ توحید الوہیت ہی تھی کہ جس کا انسانیت نے انکار کیا اور شیاطین نے اسی کے متعلق گمراہ کیا۔

---

[۲۴] "قطف الجنى الداني شرح مقدمه القيرواني" از شيخ عبدالمحسن العباد مترجم، ص: (٥٤-٦١).

جبکہ توحید ربوبیت تو ایک حاصل شدہ، موجود اور دلوں میں راسخ چیز ہے[۲۵]۔ لہذا اسی پر اقتصار واکتفاء کرنا بندے کو نجات نہیں دلا سکتا، اور نہ ہی اسے موحدین ومؤمنین کے زمرے میں داخل کرسکتا ہے۔ اسی بناء پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کفار قریش سے قتال کیا حالانکہ وہ اس بات کے اقراری تھے کہ اللہ تعالی ہی خالق، رازق، مدبر اور محیی وممیت ہے۔ پس آپ نے ان سے قتال کیا اور ان کے خون کو حلال جانا جبتک کہ انہوں نے توحید الوہیت کا اقرار نہ کرلیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان ہے:

"أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله، فإذا قالوها عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحقها، وحسابهم على الله[۲۶]."

(مجھے [اللہ تعالی کی طرف سے] حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کریں اور اگر وہ اس کا اقرار کرلیں تو وہ مجھ سے اپنی جانیں اور مال بچالیں گے مگر [جو] اس کا [شرعی] حق [بنتا ہو اس] کے ساتھ، اور ان کا باقی حساب اللہ تعالی کے ذمہ ہے)

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مخلوق سے جو سب سے بڑا مطلوب ہے وہ توحید الوہیت ہے، اسی وجہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اس بات کااقرار کریں کہ اللہ تعالی ہی خالق، رازق اور محیی وممیت ہے کیونکہ وہ تو اس بات کے پہلے ہی معترف تھے، بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کااقرار کرلیں" یا "اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں[۲۷]۔"

---

[۲۵] قرآن کریم میں کئی جگہ اس کا واضح بیان ہوا ہے، جیسے فرمایا: ﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ والأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللّهُ فَقُلْ أَفَلاَ تَتَّقُونَ ﴾ [یونس: ۳۱] (کہو [اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)]: "کون تمہیں آسمان وزمین سے رزق مہیا کرتا ہے؟ یا کون تمہاری سماعت وبصارت کا مالک ہے؟ اور جو مردے سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردے کو؟ اور کون تمام امور کی تدبیر کرتا ہے؟" تو وہ کہیں گے کہ ایسا تو اللہ تعالی ہی کرتا ہے۔ آپ کہیں کہ: "تو پھر تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں [اور پھر بھی اس کے ساتھ شریک مقرر کرتے ہو؟]"). اس معانی کی اور بھی بہت سی آیات ہیں دیکھئے سورۂ المؤمنون: (۸۴-۸۹)، العنکبوت: (۶۱)، (۶۳)، لقمان: (۲۵)، زمر: (۳۸)، زخرف: (۹)، (۸۷) وغیرہا۔ [مترجم]

[۲۶] البخاري "الجهاد و السير": (۲۷۸۶)، مسلم "الإيمان": (۲۱)، الترمذي "الإيمان": (۲۶۰۶)، النسائي "تحريم الدم": (۳۹۷۱)، أبو داود "الجهاد": (۲۶۴۰)، ابن ماجه "الفتن": (۳۹۲۸)، أحمد: (۱۱/۱)، اور أخرجه البخاري: (۲۹۴۶) ومسلم: (۲۱).

[۲۷] آپ ہمارے ان مسلم معاشروں میں اکثر مسلمانوں کو اسی باطل عقیدہ کا حامل پائیں گے کہ وہ صرف توحید ربوبیت پر ہی ایمان لانے کو توحید سمجھ کر ساتھ ساتھ انبیاء واولیاء کو بھی مدد کے لئے پکارتے نظر آئیں گے۔ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک بات ارشاد فرمائی اور میں بھی ایک بات کہتا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "من مات وهو يدعو من دون الله ندا دخل النار" (جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارتا تھا تو وہ آگ میں داخل ہوگا) ←

توحید کی تین اقسام کا بیان قرآن حکیم سے

جن آیات سے توحید کی تینوں اقسام (ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات) اخذ کی جاتی ہیں وہ بہت سی ہیں جیسے:

سورۂ فاتحہ جوکہ مصحف قرآن کی سب سے پہلی سورہ ہے اس میں توحید کی تینوں اقسام کا بیان ہے: پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿ **الْحَمْدُ للّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** ﴾ (الفاتحہ: ٢)

(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے)

اس میں توحید ربوبیت کا بیان ہے کیونکہ یہ آیت تمام جہانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو ثابت کرتی ہے۔ **العالمین** کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز اور **رب** یعنی مالک ومدبر۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:

﴿ **الرَّحْمـنِ الرَّحِيمِ ○ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ** ﴾ (الفاتحہ: ٣-٤)

(جو رحمن ورحیم ہے، اور یوم جزاء کے دن کا مالک ہے)

اس میں توحید اسماء وصفات کا بیان ہے کیونکہ ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ کو رحمت ومالکیت کی صفت سے موصوف کرنے کا اثبات ہے، اور اسی طرح اس کے اسماء: الرحمن، الرحیم، المالک کا اثبات ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:

﴿ **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** ﴾ (الفاتحہ: ٥)

(ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں)

اس میں توحید الوہیت کا بیان ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کو عبادت واستعانت میں اکیلا ماننے کے وجوب پر دلالت پائی جاتی ہے۔

←تو میں نے یہ کہا کہ: "من مات وهو لايدعو من دون الله ندا دخل الجنة" (جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا). (صحیح بخاری: [٤٤٩٧/٦]) [مترجم]

اسی طرح سورۂ ناس جوکہ مصحف کی سب سے آخری سورہ ہے اس میں بھی توحید کی انہی تینوں اقسام کا بیان ہے:

پس اللہ تعالی کا یہ فرمانا:

﴿ **قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ** ﴾ (الناس: ١)
(کہو میں لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں)

یہ توحید ربوبیت ہے۔

﴿ **مَلِكِ النَّاسِ** ﴾ (الناس: ٢)
(لوگوں کے شہنشاہ کی)

یہ توحید اسماء وصفات ہے۔

﴿ **إِلَهِ النَّاسِ** ﴾ (الناس: ٣)
(لوگوں کے معبود حقیقی کی)

یہ توحید الوہیت ہے۔

اسی طرح مصحف میں جو سب سے پہلی نداء وپکار ہے وہ توحید کی دو اقسام پر مبنی ہے، اور وہ اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاء بِنَاء وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاء مَاء فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّكُمْ فَلاَ تَجْعَلُواْ لِلّهِ أَندَاداً وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ** ﴾ (البقرہ: ٢١-٢٢)

(اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ یا اس کے عذاب سے بچ جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو)

کیا یہ اللہ تعالی کے افعال نہیں؟ یہ توحید ربوبیت ہے جسے اللہ تعالی نے توحید الوہیت پر بطور دلیل وبرہان پیش کیا کہ جس طرح وہ اکیلا ان کاموں کو کرتا ہے اسی طرح اس اکیلے کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، بلکہ یہ خالصتاً اسی سبحانہ وتعالی کا حق ہے۔ اس آیت میں توحید کی دو اقسام کا بیان ہے: توحید الوہیت؛ کیونکہ یہی سب سے بڑا مقصود ہے، اور توحید ربوبیت کو اس توحید الوہیت پر دلیل اور اسے مستلزم ہونے کے طور پر بیان کیا گیا۔ اس بات کا حکم تمام بنی نوع انسان کو دیا گیا جیسا کہ ایک دوسری آیت میں فرمایا:

﴿ **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنس إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** ﴾ (الذاریات: ۵۶)

(میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا)

پس خبر دی کہ ان دو عظیم عالموں (عالم جن وانس) کو وجود بخشا ہی نہیں گیا مگر صرف اللہ تعالی کی عبادت کرنے اور اسے اس عبادت میں تنہا تسلیم کرنے اور اسے اس کی الوہیت میں واحد ماننے کے لئے۔ پھر اس کے آخر میں شرک سے منع کیا گیا چناچہ فرمایا:

﴿ **فَلاَ تَجْعَلُواْ لِلّهِ أَندَاداً وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ** ﴾ (البقرہ: ۲۲)

(خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو)

اندادا یعنی: شرکاء، کہ تم اپنی عبادت کے کچھ امور ان کے لئے بجا لاتے ہو جبکہ تم جانتے بھی ہو کہ اس کی ربوبیت میں کوئی شریک نہیں جو ان امور میں اس کی شراکت کرتا ہو:

۱-زمین آسمان کے پیدا کرنے،

۲- بارش کے نازل کرنے،

۳-نباتات کے اگانے میں۔

تم جانتے بھی ہو کہ ان امور میں کوئی اللہ تعالی کا شریک نہیں پھر کسطرح تم اس کے ساتھ غیروں کو اس کی عبادت میں شریک کرتے ہو؟!

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ **وَإِلَـهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لاَّ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ** ﴾ (البقرہ: ۱۶۳)

(اور تمہارا الہ تو ایک الہ ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے)

اس میں توحید الوہیت کا بیان ہے اور **الہ** کا معنی ہوتا ہے: معبود، اور "الوہیت" کا معنی ہوتا ہے: عبادت ومحبت۔

اس آیت کا معنی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، یعنی: "**لا معبود بحق سواہ**" (اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں)۔

اور اس کا یہ فرمان "**الرحمن الرحیم**" تو یہ توحید اسماء وصفات میں داخل ہے؛ کیونکہ اس میں اللہ تعالی کے دو اسماء اور صفت رحمت کا اثبات ہے۔

اور اس کا یہ فرمان:

﴿ **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاء فَأَحْيَا بِهِ الأرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخِّرِ بَيْنَ السَّمَاء وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ** ﴾ (البقرہ: ۱۶۴)

(آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کردینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں)

اس میں توحید ربوبیت کا بیان ہے جسے اللہ تعالی نے توحید الوہیت کی بطور دلیل وبرہان ذکر کیا اسی لئے آخر میں فرمایا اس میں **آیات** (نشانیاں) ہیں یعنی اللہ تعالی کی عبادت کے برحق ہونے اور غیر اللہ کی عبادت کے باطل ہونے کے دلائل وبراہین ہیں۔

چناچہ اس آیت میں توحید کی تینوں اقسام کا بیان ہے، اور آپ انہیں پورے قرآن کریم میں اسی طرح ساتھ ساتھ پائیں گے۔

توحید ربوبیت کو قرآن کریم میں بار بار دہرانے کی حکمت

قرآن کریم توحید ربوبیت کو اسی لئے بیان کرتا ہے (جبکہ کفار اسے مانتے ہیں) تاکہ توحید الوہیت پر اس کی دلالت واضح ہو اور توحید الوہیت پر اسے بطور ایک برہان قائم کردے۔ چناچہ وہ اس کے اقرار کو بطور الزام ان پر حجت قائم کرتا ہے[28]:

کہ تم کیسے اللہ تعالی کے لئے ربوبیت کا تو اقرار کرتے ہو مگر اسی کے لئے الوہیت وعبودیت کا اقرار نہیں کرتے؟!

تم کیسے عبادت کو اس ہستی کی طرف پھیر دیتے ہو جو اللہ تعالی کی مخلوقات میں سے کسی چیز میں بھی اس کی شریک نہیں؟! یہ تو واضح تضاد ہے۔

﴿ **قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ** ﴾ (الاحقاف: ۴)

(آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کوں سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو، میرے پاس لاؤ)

﴿ **هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ** ﴾ (لقمان: ۱۱)

(یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ)

﴿ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ** ﴾ (الحج: ۷۳)

---

[28] اور یہ اسلوب تمام آیات قرآنی سے بالکل ظاہر ہے، مثلاً سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالی فرماتا ہے:
﴿ الْحَمْدُ للّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ [توحید ربوبیت] اسے دلیل بنایا ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ [توحید الوہیت] پر، اسی طرح سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ [توحید الوہیت] رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ [توحید ربوبیت] لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ [البقرہ: ۲۱]، اور﴿ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا [توحید ربوبیت] فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ [توحید الوہیت] هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا [توحید اسماء وصفات] ﴾ [مریم: ٦٥]. اسی طرح سورۂ نمل میں توحید ربوبیت کو توحید الوہیت کی دلیل بڑے ہی خوبصورت اور عمدہ پیرائے میں بنایا ہے (سبحانہ وتعالی عما یشرکون) دیکھئے [النمل: ٥٩-٦٤]. آپ جتنا غوروفکر کریں گے تمام آیات میں اسی طرح پائیں گے جیسے سورۂ زمر کی اس آیت پر غور کریں [الزمر: ٣٨]. اسی طرح اس آیت پر بھی غور کرنے سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہوگی کہ کس قسم کے شرک میں مشرکین عرب مبتلا تھے اور یہ بھی کہ محض توحید ربوبیت پر ایمان لانا اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک مکمل توحید پر ایمان نہ لانے کے مترادف ہے: [الزخرف: ٨٦-٨٨]. [مترجم]

(لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگاکر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی توپیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے)

اگر اللہ تعالی ان پر صرف مکھی ہی کو مسلط کردے تو وہ اس سے چھٹکارہ پانے کی استطاعت نہیں رکھتے، جبکہ مکھی تو کمزور ترین چیز ہے، اگر اللہ تعالی مکھی یا مچھر کو لوگوں پر مسلط کردے تو وہ ان تک سے خلاصی کا چارہ نہیں رکھتے۔ لوگ ان میں سے جتنوں کو مار سکیں گے ماریں گے مگر پھر وہ مزید تعداد میں بڑھ جائیں گے اور چار سو پھیل جائیں گے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے اگر مکھی ان خوشبوؤں اور زیب وزینت میں سے کوئی چیز اچک کر لے جائے جو وہ اپنے بتوں کے آگے پیش کرتے ہیں تو وہ بت اسے اس مکھی سے واپس چھین بھی نہیں سکتے۔

﴿ ... **ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ** ﴾ (الحج: ۷۳)

ضعف الطالب یعنی: وہ مشرک، **والمطلوب** یعنی: وہ بت، یا پھر وہ مکھی۔

اگر حقیقت اسی طرح ہے تو پھر کیسے تم نے انہیں اللہ تعالی کا شریک مقرر کرلیا جو خالق، رازق، محیی ومميت اور قوی وعزیز ہے جسے کوئی چیز بھی عاجز نہیں کر سکتی؟! تمہاری عقلیں کہاں ہیں؟! اور تمہارے افہام کہاں ہیں؟! ہم تو اللہ تعالی ہی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

شیخ بدیع الدین شاہ الراشدی السندی (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی مندرجہ ذیل حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ ہمیشہ صبح سویرے دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے۔ آپ صبح کی اذان کے انتظار میں بیٹھتے پس اگر (اس بستی سے) اذان کی آواز آتی تو آپ حملہ نا کرتے اور اگر آواز نا آتی تو حملہ آور ہوجاتے۔ ایک دفعہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) نے ایک شخص کو یہ اذان دیتے ہوئے سنا **"الله اکبر، الله اکبر"** (اللہ تعالی سب سے بڑا ہے، اللہ تعالی سب سے بڑا ہے) اس پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: **"علی الفطرة"** (یہ تو فطرت پر ہے [یعنی توحید ربوبیت]) پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے یہ پکارتے سنا **"اشهدان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله"** (میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں) اس پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "تو جہنم سے نکل آیا"۔ انہوں (صحابہ) نے اس کی طرف دیکھا تو وہ ایک چرواہا تھا[۲۹]۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس چرواہے کو محض اس بات کے اقرار پر کہ اللہ تعالی سب سے بڑا ہے یعنی توحید ربوبیت پر جہنم سے گلوخلاصی کی ضمانت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ یہ تو فطرت پر ہے کیونکہ ہر زمانے کے مشرک اس کو فطرتاً تسلیم کرتے رہے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ذکر ہوا۔

﴿ **وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّهِ إِلاَّ وَهُم مُّشْرِكُونَ** ﴾ (یوسف: ۱۰۶)

(ان میں سے اکثر لوگ اللہ تعالی پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہی رہتے ہیں)

لیکن جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے **"اشهد ان لا اله الا الله"** پکارتے ہوئے سنا جو کہ توحید الوہیت یا عبادت ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے بشارت دی کہ وہ جہنم کی آگ سے باہر نکل آیا یا محفوظ ہوگیا۔ چناچہ یہ ثابت ہوا کہ جو توحید اسلام کو مطلوب ہے وہ توحید الوہیت ہے اور یہ کہ محض توحید ربوبیت پر ایمان لانا کسی کو جنت میں داخل نہیں کروا سکتا اور نہ ہی جہنم سے چھٹکارا دلوا سکتا ہے[۳۰]۔"

فلاسفہ کی توحید

[۲۹] صحیح مسلم کتاب الصلوة، حدیث: (۷٤۵).

[۳۰] شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے "توحید الوہیت" کے عنوان پر دیئے گئے درس سے اقتباس۔

شیخ صالح بن فوزان الفوزان (حفظہ اللہ)

بعض لوگ (متکلمین / فلاسفہ / منطق پرست) کہتے ہیں توحید کی ایک ہی قسم ہے اور وہ توحید ربوبیت ہے۔ یعنی یہ ماننا کہ اللہ تعالی ہی خالق ہے، رازق ہے، محیی وممیت (مارنے اور جِلانے) والا ہے اور اسی طرح اللہ تعالی کے باقی دیگر افعال وصفات (کو ماننا)۔ اسی بنا پر تمام علماء کلام ونظار (آئڈیولوجسٹ ومفکرین) جنھوں نے اپنے عقیدے کی بنیاد علم الکلام پر رکھی ہے۔ ان کے یہ عقائد موجود ہیں اگر آپ ان کی کتابیں پڑھیں گے تو اس میں توحید ربوبیت کے اثبات کے سوا کچھ نہیں پائیں گے، جو اس کا اقرار کرلے وہ ان کے نزدیک موحد ہے اور توحید الوہیت وتوحید اسماء وصفات نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں۔ اسی لئے وہ قبر پرستی اور مردوں کو پکارنے کو شرک شمار نہیں کرتے۔ وہ اور ان جیسے لوگ صرف یہی کہہ دیتے ہیں کہ: یہ غیراللہ کی طرف متوجہ ہونا ہے اور ایک غلطی ہے مگر یہ نہیں کہتے کہ یہ شرک ہے۔

اور ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو مردوں کو پکارتے ہیں اور دفن شدہ ہستیوں سے فریاد کرتے ہیں مشرکین نہیں کیونکہ وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ یہ مردے یا یہ معبودات پیدا کرتے، رزق دیتے یا اللہ تعالی کے ساتھ تدبیر کائنات کرتے ہیں۔ پس جبتک وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے وہ مشرک نہیں ہوسکتے اور ان کے اس عمل کو وہ شرک شمار نہیں کرتے۔ وہ تو محض ان اشیاء کو اللہ اور اپنے درمیان واسطہ، وسیلہ اور سفارشی بناتے ہیں۔

ان کا یہ قول تو ایسا ہی ہے جیسے سابقہ مشرکین کہا کرتے تھے: ﴿ **وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى** ﴾ (الزمر: ۳)

(اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں)

اور ان کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ **وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَـؤُلاء شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللّهِ** ﴾ (یونس: ۱۸)

(اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں)

علماء کلام کہتے ہیں: قبروں کی عبادت اور مردوں سے لو لگانا اور ان سے فریاد کرنا شرک نہیں، یہ تو محض وسیلہ ہے، سفارش طلب کرنا ہے اور اللہ تعالی کی جناب میں واسطے پیش کرنا ہے۔ یہ شرک ہو ہی نہیں سکتا الا یہ کہ وہ ان اشیاء سے متعلق یہ عقیدہ رکھیں کہ یہ پیدا کرتی ہیں، رزق دیتی ہیں اور اللہ تعالی کے ساتھ تدبیر کائنات کرتی ہیں[۳۱]!

اس بات کی صراحت وہ اپنی کتابوں اور کلام سے کرتے ہیں۔ اور اہل کلام میں سے جو اس کا انکار کرتا بھی ہے تو وہ بھی محض اسے ایک غلطی تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ جاہل لوگ ہیں اس جہالت میں اپنے ارادے وقصد سے نہیں بلکہ اپنی جہالت کے بسبب مبتلا ہوئے ہیں۔

لیکن اکثر تو اس کا (اتنا) انکار بھی نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ: یہ اللہ تعالی کے پاس واسطے اور شفاعت کرنے والے سفارشی ہیں اور یہ شرک نہیں ہے۔

اور میں کسی قوم کے ذمہ وہ بات نہیں لگا رہا جو انہوں نے نا کہی ہو بلکہ یہ تو ان کی ان کتابوں میں موجود ہے جس سے وہ اہل توحید کا رد اور اہل شرک کا دفاع کرتے ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے اسماء وصفات کا تو اس کا اثبات ان کے نزدیک تشبیہ کا متقاضی ہے چنانچہ انہوں نے اللہ تعالی سے اس کی نفی کردی اور یہ جہمیہ، معتزلہ، اشاعرہ اور ماتریدیہ ہیں۔ ان سب نے توحید اسماء وصفات کی نفی کی ہے اپنے زعم میں اللہ تعالی کو مخلوقات کی تشبیہ سے پاک قرار دینے کے لئے جس کے نتیجے میں توحید ان کے نزدیک محض ربوبیت میں منحصر ہے، اور ان کے پاس توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات کے نام کی کوئی چیز نہیں۔

اور وہ ان کا رد کرتے ہیں جو توحید کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہی میں سے ایک موجودہ مصنف لکھتا ہے: "توحید کی تین اقسام کرنا (نصاری کے عقیدے) تثلیث میں سے ہے!" ان کی بے حیائی اس حد تک پہنچ گئی کہ اسے نصاری کے دین کے ساتھ تشبیہ دینے لگے۔ العیاذ باللہ[۳۲]!

---

[۳۱] حالانکہ ان کے بعض تو واقعتاً یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں اور توحید ربوبیت تک میں شرک کے مرتکب ہوتے ہیں، اعاذنا اللہ منہ۔ [مترجم]

ایک شبہ کا ازالہ

شیخ محمد بن صالح العثیمین (رحمۃ اللہ علیہ)

کوئی شخص یہ سوچ سکتا ہے کہ اگر سب انسان اللہ کو رب مانتے تھے تو فرعون کا ربوبیت کا دعوی جو قرآن کریم میں نقل کیا گیا بلکہ اس نے تو الہ ہونے کا بھی دعوی کیا تھا، تو اس کی کیا توجیہ ہوگی؟ شیخ ابن عثیمین (رحمۃ اللہ علیہ) اس شبہ کے جواب میں فرماتے ہیں:

"بھائیوں انسانوں میں سے توحید ربوبیت کا انکار شاذ ونادر ہی کسی نے کیا ہو یہاں تک کہ اللہ تعالی نے جن کے واقعات ہمیں بتائے کہ انہوں نے ربوبیت کا انکار کیا تو وہ بھی بطور تکبر ایسا کرتے تھے جبکہ دلی طور پر وہ اس (اللہ کے رب ہونے) کا ایمان رکھتے تھے چناچہ جب فرعون نے اپنی قوم کو اکھٹا کرکے خطاب کیا: ﴿ **فَحَشَرَ فَنَادَى ○ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى** ﴾ (النازعات: ٢٣-٢٤)

(پھر سب کو جمع کر کے پکارا۔ تم سب کا رب میں ہی ہوں)

تو وہ اپنے اس دعوی میں سچا نہ تھا۔ کیونکہ موسی (علیہ الصلاۃ والسلام) نے اسے للکارتے ہوئے فرمایا: ﴿ **لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَـؤُلاءِ إِلاَّ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ بَصَآئِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَونُ مَثْبُوراً** ﴾ (الإسراء: ١٠٢)

(یہ تو تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان وزمین کے پروردگار ہی نے یہ معجزے دکھانے، سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں، اے فرعون! میں تو سمجھ رہا ہوں کہ تو یقیناً برباد وہلاک کیا گیا ہے)

پس جب موسی (علیہ الصلاۃ والسلام) نے فرعون سے یہ کہا تو کیا فرعون نے پلٹ کر جواب دیا کہ: "**ما علمت ذلك**" (نہیں، میں یہ نہیں جانتا) ہرگز نہیں، اور وہ ایسا کہنے کی سکت بھی نہیں رکھتا تھا، جبکہ وہ اپنی قوم سے یہ کہا کرتا تھا: ﴿ **يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرِي** ﴾ (القصص: ٣٨)

---

[٣٢] كتاب "دروس من القرآن الكريم" از شيخ صالح الفوزان، ص: (٨).

(اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا)[۳۳]۔"

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) مزید فرماتے ہیں:

"کیا آپ جانتے ہیں کہ انسانوں میں سے کسی نے اپنی عبادت کی طرف دعوت دی ہو؟ ہاں، فرعون نے اپنی عبادت کی طرف دعوت دی تھی جب اس نے اپنی قوم سے کہا: ﴿ **يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرِي** ﴾ (القصص: ۳۸)

(اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا)[۳۴]

اس نے یہ دعوی تو کیا لیکن وہ اپنے اس دعوی میں جھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ معبود تو اس کے سوا کوئی اور ہے، اسی لئے موسی (علیہ الصلاۃ والسلام) نے اس سے فرمایا: ﴿ **لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَـؤُلاء إِلاَّ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ بَصَآئِرَ** ﴾ (الإسراء: ۱۰۲)

(یہ تو تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان وزمین کے پروردگار ہی نے یہ معجزے دکھانے، سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں)

اور فرعون نے اس بات پر انکار نہیں کیا۔ موسی (علیہ الصلاۃ والسلام) نے اس سے یہ خطاب کیا تو اس سے اس کا انکار نہ بن پڑا بلکہ اس کا اقرار کیا اور اس کی قوم بھی اس بات کی اقراری تھی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ **وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْماً وَعُلُوّاً** ﴾ (النمل: ۱۴)

(انہوں نے انکار کر دیا حلانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر)[۳۵]۔"

---

[۳۳] وہ اس وقت بھی جھوٹا تھا جب اس نے کہا: ﴿ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِين ﴾ [الشعراء: ۲۳] (فرعون نےکہا رب العالمین کیا [چیز] ہے؟). [مترجم]

[۳۴] اسی طرح اس نے یہ بھی دھمکی دی کہ: ﴿ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴾ [الشعراء: ۲۹] (فرعون کہنے لگا سن لے! اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں ڈال دوں گا). بلکہ وہ اور اس کی قوم خود دوسرے معبودات کی پوجا کرتی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ایک مقام پر ذکر ہوا: ﴿ وَقَالَ الْمَلأُ مِن قَوْمِ فِرْعَونَ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءهُمْ وَنَسْتَحْيِـي نِسَاءهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴾ [الاعراف: ۱۲۷] (اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسی [علیہ السلام] اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملك میں فساد کرتے پھریں، اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترك کئے رہیں. فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر ہر طرح کا زور ہے). [مترجم]

[۳۵] "مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین": کتاب العقائد.

جبکہ اہل کلام کے تمام تر مناظروں (ڈبیٹ) اور بحث وجدال کا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالی خالق ہے، مالک ہے اور رب ہے یعنی توحید ربوبیت۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ کلمۂ توحید یہ ہے کہ: "**لا احد قادر علی الاختراع الا الله**" (اللہ تعالی کے سوا کوئی پیدا کرنے پر قادر نہیں) ناکہ انبیاء کرام (علیہم الصلاۃ والسلام) کا کلمۂ توحید: "لا الہ الا اللہ" (اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں)۔ پس وہ ایک ایسی چیز میں اپنا وقت اور توانائی کھپا رہے ہیں جوکہ کفار پہلے ہی تسلیم کرتے ہیں۔

شیخ ربیع بن ہادی المدخلی (حفظہ اللہ)

"... مسلمانوں کو جس چیز نے تباہ وبرباد کیا ہے یہی کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ" کی فاسد تفسیریں ہیں، اللہ کی قسم! مسلمان ان متکلمین، فلاسفہ وغیرہ کی باطل تفسیروں سے تباہی وبربادی کا شکار ہوگئے۔ کہتے ہیں کہ "لا الہ الا اللہ" کا معنی ہے "**لا خالق، لا رازق، لا محيي، لا مميت الا الله**" (اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، رازق، مارنے اور جِلانے والا نہیں) آپ اسے دیکھیں گے کہ قبروں کی پوجا کررہا ہے، اس کے لئے قربانیاں کررہا ہے، اس کی نذر ونیاز دے رہا ہے اور وہاں سجدے ٹیک رہا ہے لیکن آپ سے کہتا ہے: اے بھائی! میں تو ان کی عبادت نہیں کرتا، میں ان کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ وہ کوئی نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں، کیونکہ نفع ونقصان تو اللہ تعالی کے ہاتھوں میں ہے، اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ یہ (اولیاء وبزرگان) خالق ہیں کیونکہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی ہی خالق ہے، لیکن افسوس وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کے یہ اعمال جن کے ذریعہ وہ ان فوت شدگان وغیرہ کا تقرب حاصل کررہا ہے وہ بھی عبادت ہے جو "لا الہ الا اللہ" کے منافی ہے۔ انہوں نے کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" کا ایسا خراب وغلط فہم پایا ہے جس کا اس کلمے کے اس بنیادی معنی سے دور کا بھی واسطہ نہیں جسے لیکر تمام انبیاء کرام (علیہم الصلاۃ والسلام) آئے تھے۔ پس یہ لوگ بڑے شدومد سے غیراللہ کے لئے ذبح کرتے ہیں، نذر مانتے ہیں، استغاثہ (فریاد) کرتے ہیں

(انہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں) اور شرک کی بہت سی اقسام جن میں وہ مبتلا ہیں، کیوں؟ ان کے اس کلمہ "لا الہ الا اللہ" کے معنی سے جہالت کی بنا پر ... [۳۶] "

وباللہ التوفیق.

[جاری ہے ... حصہ دوم عنقریب تکمیل پذیر ہوگا۔ ان شاء اللہ ۔]

[۳۶] شیخ (حفظہ اللہ) کے درس "التوحید اولاً" سے اقتباس۔